رجسٹرڈ نمبر ایل ۶۷

REGD No P-

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

و لقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

WEEKLY BADR QADIAN

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ۱۶

شمارہ ۸

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ
سالانہ -/۷ روپے
ششماہی -/۴ روپے
ممالک غیر -/۸ روپے

فی پرچہ ۱۵ نئے پیسے

۲۳ تبلیغ ۱۳۴۶ ہش | ۱۳ ذیقعدہ ۱۳۸۶ھ | ۲۳ فروری ۱۹۶۷ء

اخبار احمدیہ

قادیان ۱۲ فروری - سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ ۱۴ فروری کی اطلاع مظہر ہے کہ

حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر ہے۔ تاہم محترمہ سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ محترم سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح کی طبیعت بخار۔ زکام اور جسم میں درد کی وجہ سے ناساز ہے۔ گذشتہ رات آپ کو بہت بخار رہا۔ اب بھی بخار ہے۔ احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و سلامتی اور محترمہ بیگم صاحبہ موصوفہ کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے توجہ اور التزام سے جاری رکھیں۔

ربوہ ۱۵ فروری - حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ آج کی رپورٹ مظہر ہے کہ رات سخت بے چینی رہی اس وقت بخار ۱۰۱ ہے کھانسی بہت ہے جسم میں درد بھی زیادہ ہے احباب سیدہ موصوفہ کی صحت کاملہ عاجلہ کیلئے بھی دعا فرمائیں۔

قادیان ۱۲ فروری - محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے دہلی ہیں - الحمد للہ۔

قادیان میں یوم مصلح موعود کی مبارک تقریب پر کامیاب جلسہ

پیشگوئی کے مختلف پہلوؤں پر علماء کی پُر مغز تقاریر

رپورٹ مرتبہ مکرم گیانی بشیر احمد صاحب ناظر بی - اے قادیان

قادیان دارالامان ۲۰ فروری مسجد اقصیٰ میں یوم مصلح موعود کی مبارک تقریب پر لوکل انجمن احمدیہ کے زیر اہتمام کامیاب جلسہ منعقد ہوا۔ محترم مولانا عبدالرحمن صاحب فاضل امیر مقامی نے صدارت فرمائی۔ سب سے پہلے صاحب صدر نے جلسہ کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کی صداقت کے لئے تحدی کے ساتھ نشان نمائی کا اعلان کرتے ہوئے اشتہار شائع فرمایا تو چند مقامی آریوں نے حضور علیہ السلام سے نشان نمائی کی درخواست کی۔ اس پر حضور نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو الہاماً حضور کو بتایا گیا کہ تمہاری عقدہ کشائی ہوشیارپور میں ہوگی۔ چنانچہ حضور علیہ السلام نے ہوشیارپور میں چالیس روز چلہ کشی فرمائی جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور کو مصلح موعود کی بشارت دی گئی اس کے بعد جلسہ کی اصل کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ جو عزیز نصیر احمد صاحب خادم نے کی۔ اور عزیز مظفر احمد صاحب بادگیری متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اپنے الہامات کے متعلق چند منظوم اشعار سنائے۔ بعد ازاں عزیز بشیر احمد صاحب متعلم مدرسہ احمدیہ نے پیشگوئی مصلح موعود کا متن پڑھ کر سنایا پھر مکرم مولوی منظور احمد صاحب گھنوکے نے

پیشگوئی مصلح موعود کا پس منظر اور اسکی ضرورت و اہمیت

کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے یہود کی کتاب طالمود سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے بعد مصلح موعود کی بعثت کی پیشگوئی کا تفصیل سے ذکر کیا۔ اور مسیح موعود کے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی یتزوج و یولد لہ کی تفصیل بیان کی۔ نیز حضرت امام یحییٰ بن عقب اور شاہ نعمت اللہ ولی کی پیشگوئیوں کا ذکر کیا۔ آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے نشان نمائی کی دعوت اور قادیان کے مقامی آریوں کی درخواست کا ذکر کرتے ہوئے اپنی تقریر کو ختم کیا۔

اس کے بعد مکرم مولوی بشیر احمد صاحب طاہر نے

ظہور مصلح موعود رضی اللہ عنہ

کے متعلق تقریر فرمائی جس میں غیر مبائعین کے اعتراضات کہ مصلح موعود کا ظہور تین صدیوں کے بعد ہوگا کا تفصیل سے جواب دیا کہ مصلح موعود کے لئے الہامی پیشگوئی کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا صلبی بیٹا ہونا ضروری تھا جس کی پیدائش کے لئے الہام الٰہی میں ۹ سال کی میعاد مقرر کی تھی۔ اسی طرح مقرر صاحب موصوف نے بڑے شرح و بسط کے ساتھ مصلح موعود کے ظہور کے زمانہ کی تعیین دلائل کے ساتھ بتائی۔

اس کے بعد عزیز محمد انعام صاحب غوری متعلم مدرسہ احمدیہ نے پیشگوئی کے آخری حصہ یعنی

حضرت مصلح موعود کا اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اُٹھایا جانا

کے موضوع پر تقریر کی۔ شروع میں نفسی نقطہ کے معنی بیان کرتے ہوئے بتایا کہ ہر انسان کا نفسی نقطہ اس کا روحانی مقام ہوتا ہے۔ تقریر جاری رکھتے ہوئے مقرر نے بیان کیا کہ کس طرح پیشگوئی کی تمام علامات ایک ایک کر کے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وجود میں پوری ہوئیں اور الٰہی انکشاف کے بعد حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۱۹۴۴ء میں اپنے مصلح موعود ہونے کا اعلان فرمایا۔ عزیز موصوف نے اپنی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے بتایا کہ پیشگوئی میں مصلح موعود کو مسیحی نفس دیئے جانے کی خبر دی گئی ہے چنانچہ مسیح ناصری علیہ السلام کی طرح خدا تعالیٰ نے آپ کو معجزانہ طور پر مخالفین کے تمام منصوبوں سے محفوظ رکھا۔ کئی بار معاندین نے آپ کو ہلاک کرنے کے منصوبے بنائے یہاں تک کہ ایک شخص نے آپ پر چاقو کا وار کیا۔ مگر خدا تعالیٰ نے اس موقعہ پر بھی حفاظت کی۔ اور خدمت دین کی شاندار زندگی گذارنے کے بعد طبعی موت سے اللہ کو پیارے ہوئے اس طرح خدا تعالیٰ کا یہ کلام بڑی ہی شان کے ساتھ پورا ہوا۔

پھر عزیز مرزا جاوید اقبال صاحب متعلم مدرسہ احمدیہ نے نظم پڑھی۔ بعد ازاں مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب فاضل نے

نشان مصلح موعود کی عظمت و تحدی

پر تقریر شروع کرتے ہوئے بیان کیا کہ حضرت مصلح موعود جیسے نفوس بجائے خود زندہ خدا کا زندہ نشان ہوتے ہیں۔ مصلح موعود کی عظمت پیشگوئی درباره مصلح موعود کے الفاظ "مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء" سے ہی ظاہر ہے جس میں تمثیلی طور پر اللہ کا آنا قرار دیا گیا ہے۔ مقرر نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے [illegible] کے متعلق تمام اہل مذاہب [illegible] چیلنج دینے اور اس [illegible] مصلح موعود کے نشان کی عظمت [illegible] خاتم النبیین [illegible] محبوب [illegible] آیات [illegible] حضرت صلے اللہ [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] مصلح موعود کے متعلق [illegible] مسیح موعود علیہ [illegible] بیان فرمودہ پیشگوئیاں بھی آنحضرت [illegible]

(باقی صفحہ پر)

ایڈیٹر صاحب ہما کا اعتراض نامہ اور اس کا جواب

بدر کے جلسہ سالانہ نمبر مجریہ ۱۵ دسمبر ۶۶ء میں بمبئی کے انچارج مبلغ مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب کا ایک مضمون ہنری مارٹن انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز کے دو جلسوں میں احمدی مبلغ کی تقریر کے عنوان سے شائع ہوا جس میں مکرم مولوی صاحب موصوف نے اس ادارہ کے تحت منعقد کئے جانے والے چند جلسوں میں اپنی کامیاب تقاریر کا خلاصہ درج کیا ہے ان سبھی جلسوں میں ادارہ کی طرف سے مولوی صاحب کو خصوصی مقرر کے طور پر مدعو کیا جاتا رہا۔

ہمارا یہ پرچہ جب لکھنؤ میں اسی ادارہ کے تحت شائع ہونے والے سہ ماہی رسالہ ہما کے ایڈیٹر جناب طالب شاہ آبادی کو پہنچا تو ایڈیٹر صاحب موصوف نے اس مضمون کو بعض مقامات سے قابلِ اعتراض جانا اور ہمارے نام ایک مفصل چٹھی لکھ کر خواہش کی کہ اسے اخبار بدر میں شائع کیا جائے۔ چونکہ اس میں بعض حقائق کی صحت سے انکار کیا گیا تھا اور بعض بیانات کی تغلیط کی گئی تھی۔ اس لئے ہم نے اصل حقیقت تک پہنچنے کے لئے ایڈیٹر صاحب موصوف کا اعتراض نامہ مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب کی خدمت میں بھیج دیا۔

ظاہر ہے کہ مولوی صاحب کی طرف سے جواب لکھنے اور یہاں پہنچنے میں کچھ وقت ضرور لگتا ہے۔ اور پھر ہر شخص کو اپنی بھی مصروفیات ہوتی ہیں۔ مگر اس ناگزیر تاخیر کو ایڈیٹر صاحب "ہما" نے اپنی فتح پر محمول کرتے ہوئے ہمارے نام حسب ذیل تازہ چٹھی لکھی:-

پوسٹ بکس نمبر ۱۳۱
لکھنؤ یوپی ۹ فروری ۱۹۶۷ء

محترم حفیظ صاحب بقاپوری

دعا و سلام کے بعد واضح ہو کہ کچھ عرصہ ہوا میں نے آپ کو "بدر" کے جلسہ سالانہ نمبر میں ہنری مارٹن انسٹی ٹیوٹ سے متعلق ایک مضمون کے بارہ میں عرض کیا تھا کہ وہ حقیقت پر مبنی نہیں اور گمراہ کن ہے اور یہ کہ آپ کے بمبئی والے مشنری سمیع اللہ صاحب نے غلط بیانی سے کام لیا ہے۔ اوّل تو آپ نے اس کا جواب اب تک نہ دیا پھر ستم یہ کہ اسے "بدر" میں شائع بھی نہ فرمایا۔

آپ کے نائب ناظر صاحب یعنی مراد محترم مولانا محمد ابراہیم صاحب فاضل نائب ناظر دعوت و تبلیغ (بدر) کے ایک خط سے معلوم ہوا کہ آپ نے وہ خط بمبئی بھیجا ہوا ہے کہ وہاں سے اصل واقعات کے بارہ میں رپورٹ آ جائے امید ہے کہ اصل رپورٹ آ گئی ہوگی۔ اور آپ نہایت ہی دیانتداری کے ساتھ اصل واقعات کو قارئین "بدر" کے سامنے رکھ دیں گے۔

مجھے معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ سمیع اللہ صاحب "بدر" میں شائع شدہ رپورٹ کو کاتب کی دخل اندازی کا نتیجہ قرار دیتے ہیں اور ساتھ ہی نادم بھی ہیں کہ جو کچھ انہوں نے "بدر" میں لکھا وہ صد در صد صحیح نہیں تھا۔

امید ہے کہ آپ اس بارہ میں اپنی پوزیشن واضح کریں گے اور جواب سے سرفراز فرمائیں گے۔ زیادہ آداب

نیاز مند طالب شاہ آبادی
مدیر "ہما"

عجیب اتفاق ہے کہ ادھر ایڈیٹر صاحب کی یہ چٹھی ہمیں ملی اُدھر بمبئی سے مولانا سمیع اللہ صاحب کا اعتراض نامہ پر محققانہ تبصرہ اور مفصل جواب بھی موصول ہو گیا۔ جسے ہم اسی اشاعت میں بتمامہ دوسری جگہ درج کر رہے ہیں۔

جناب ایڈیٹر صاحب نے اپنی محولہ بالا چٹھی میں جن خدشات کا اظہار کیا ہے تبصرہ کو دیکھنے کے بعد پڑھنے سے ان کا بھی ازالہ ہو جاتا ہے اور یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ مبلغ سلسلہ کے بارہ میں موصوف کے "معتبر ذرائع" کے بر خلاف ان کی خوش فہمی سے زیادہ کچھ بھی حقیقت نہ تھی!!

ہما کے ایڈیٹر صاحب نے مولوی صاحب کے مضمون پر اعتراض کرتے ہوئے پہلے نمبر پر لکھا ہے کہ جن جلسوں کا ذکر مولوی صاحب نے کیا ہے وہ ہنری مارٹن انسٹی ٹیوٹ کے جلسے نہیں تھے بلکہ وہاں کے ایک مقامی پرچہ ہندوستانی کاونٹ کی طرف سے منعقد کئے گئے تھے۔

اس کا مفصل اور مدلل جواب تو مولوی صاحب کے تبصرہ میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔ لیکن طالب شاہ آبادی صاحب کے موقف کی تغلیط اُس دعوت نامے ہی سے ہو جاتی ہے جس کی اصل کاپی مولوی صاحب نے بھیجی اور ہمارے ملاحظہ میں آئی جناب طالب صاحب کی مزید تسلی کے لئے ذیل میں ہم اس کو نقل بھی کر دیتے ہیں جو ہما اسلامک کورس ادارہ کے مطبوعہ فارم پر جناب سوز حسینی صاحب انچارج کی طرف سے بتاریخ ۱۰ نومبر ۶۶ء جاری کیا گیا وھو ھذا:-

نقل مطابق اصل

HUMA CORRESPONDENCE COURSE
POST BOX 4588 Bombay - 8

Date ۱۰ نومبر ۶۶ء

Incharge
S.Q. SOZ' HUSAINI, M.U.A.R.M.P (Medicine)
Navi Lodge 1st Floor, 23 Club
Back Road Bombay-8

اخویم حضرت مولٰنا صاحب

تسلیمات - غالباً آپ کو یاد ہوگا کہ اس بار مسیحی و مسلم مذہبی اجتماع مورخہ ۱۳ نومبر بروز اتوار شام کو ساڑھے چھ بجے ہو رہا ہے اس میں آپ کو خصوصی مقرر کی حیثیت سے مدعو کیا جا رہا ہے۔ غالباً آپ کو یہ بھی یاد ہوگا کہ گذشتہ اجتماع میں اعلان کیا گیا تھا کہ آئندہ متعینہ موضوع پر مقررین کرام سے اظہار خیال کی توقع کی جائیگی۔ اس دفعہ کی وقت موضوع "گناہ" منتخب کیا گیا تھا۔

میں بے حد شرمندہ ہوں کہ انتہائی عدیم الفرصتی کی وجہ سے بہت پہلے آپ کو اس جلسہ کے لئے مدعو نہیں کر سکا۔ آج ہی دوسرے حضرات کو بھی بذریعہ فون اس جلسہ میں شرکت کے لیے مطلع و مدعو کیا ہے۔

اگر میری ایک کتاب ہمارا قرآن مل سکے تو صاحبزادہ کے ہاتھ روانہ کر دیجئے اس کی تقابلی مطالعہ کے لئے ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔ انشاء اللہ کسی وقت خود بھی حاضر خدمت ہوں گا۔

والسلام
سوز حسینی "

قارئین کرام غور فرمائیں کہ مسیحی حضرات نے ایک اہم موضوع پر اظہار خیال کی غرض سے ہمارے مبلغ کو اپنے جلسہ میں خصوصی مقرر کے طور پر بلایا مگر اطلاع بڑے ہی تنگ وقت میں دی۔ اس کے باوجود خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے نہ صرف یہ کہ ہمارے مبلغ کی یہ تقریر بڑی کامیاب ہوئی بلکہ جو کچھ اس کے بعد واقع ہوا اس میں بھی خدا تعالیٰ کی غیر معمولی نصرت و تائید شامل حال رہی۔ ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔

اعلان نکاح

سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بتاریخ ۲۹ جنوری ۶۷ء بعد نماز ظہر و عصر مسجد مبارک ربوہ میں عزیزہ آصفہ طیبہ دختر مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔اے مؤلف اصحاب احمد قادیان کے نکاح کا اعلان عزیزم قریشی شمیم احمد صاحب پسر مکرم قریشی رشید احمد صاحب راولپنڈی نبیرہ حضرت ماسٹر محمد علی صاحب اظہر مرحوم کے ساتھ اڑھائی ہزار روپیہ حق مہر پر فرمایا۔ احباب اس کے بابرکت ہونے کے لئے دعا فرمائیں۔

محمد عبد اللہ قادیان

اعمال کی بنیاد تقویٰ پر رکھو اور ان پر کبھی فخر نہ کرو

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کا معتکفین مسجد مبارک سے خطاب

۲۰ رمضان المبارک سے ۲۹ رمضان المبارک تک نماز فجر کے بعد استاذی المحترم مولانا ابو العطاء صاحب امیر المعتکفین حدیث شریف کا درس دیتے رہے۔ معتکفین کی دلی آرزو تھی کہ کسی روز حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بھی انہیں اپنی زریں ہدایات سے نوازیں۔ ان کی خوش قسمتی تھی کہ ۲۷ رمضان المبارک کو نماز فجر کے بعد حضور مسجد میں تشریف فرما ہوئے اور احباب جماعت سے عموماً اور معتکفین سے خصوصاً خطاب فرمایا۔ اس ایمان افروز خطاب کا خلاصہ اپنے الفاظ میں درج کیا جاتا ہے۔ (خاکسار قریشی فیروز محی الدین ایم۔ اے واقف زندگی)

حضور نے فرمایا:۔

حضرت علیؓ کا قول ہے کہ عمل صالح کے لئے جتنا اہتمام ہو سکتا ہے کرو۔ مگر اس سے زیادہ

احتیاط اس امر کی کرو

کہ وہ امر قبول بھی ہو جائے کسی شخص کے اعمال خواہ کس قدر ہوں جب تک ان کی بنیاد تقویٰ پر نہ ہوگی بارگاہِ ایزدی میں قبول نہ کئے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ (سورۃ مائدہ آیت ۲۸) اللہ تعالیٰ صرف متقیوں کی قربانی قبول کیا کرتا ہے۔ اس لئے بہت ڈرنے کا مقام ہے۔ اپنی طرف سے بہت اہتمام کرو۔ مگر یہ نہ سمجھ بیٹھو کہ میں نے بہت کچھ کر لیا ہے اور وہ قبول بھی ہو جائے گا۔ اللہ ہی جانتا ہے کہ کون متقی ہے۔ اور کس کے اعمال شرف قبولیت حاصل کریں گے۔ یہ ایک راز ہے جس کو خدا ہی جانتا ہے۔ اس لئے ہمیشہ ڈرتے ہوئے وقت گذارو اور ارشاد خداوندی هُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقَىٰ (سورۃ نجم آیت ۳۳) کہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ کون متقی ہے۔ پر نظر رکھو۔ یہ نہ سمجھو کہ میں نے رات قیام کیا ہے۔ دن کو روزے رکھے دعائیں ذکر الٰہی اور کثرت سے تلاوت کلام پاک کی ہے اور یہ کہ میں عالم باعمل ہوں اس لئے میرے عمل ضرور قبول ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ غنی ہے وہ ہماری عبادتوں اور صدقات کا محتاج نہیں۔ وہ قبول کرے یا ہمارے اعمال کو ٹھکرا دے۔ اس کا انحصار اس کی مرضی اور پسند پر ہے۔ اس لئے ہر وقت ڈرتے رہنا چاہیئے۔ اگر کوئی شخص پانچ کروڑ روپیہ بھی اس کی ... خدمت میں پیش کرے تو اسے اس کی کیا پرواہ ہے اس کے خزانے بھرپور ہیں وہ چاہے تو انہیں رد کر دے۔ اور مہربان ہو جائے تو باوجود ان کے اسے ان کی احتیاج نہیں۔ یہ خیال کر کے کہ میرے بندے نے میری محبت کی وجہ سے یہ کام کیا ہے اسے قبول فرمالے۔ ... اس لئے ہمیشہ اپنے اعمال کی بنیاد تقویٰ پر رکھیں اور ان پر فخر کرنے سے اجتناب کریں۔

۲۸ رمضان کو نماز فجر کے بعد حضور نے اسی تسلسل میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا:۔

اللہ تعالیٰ کا ایک مخلص بندہ

اس کے احکام کے مطابق اعمال صالحہ بجا لانے کی کوشش کرتا ہے اور اس امر کی پوری کوشش کرتا ہے کہ کوئی نقص یا کوتاہی یا تقصیر باقی نہ رہ جائے اور اعمال کرنے کے بعد وہ اپنے رب سے جو غنی ہے لرزاں اور ترساں رہتا ہے کہ کہیں کسی تقصیر کی وجہ سے اس کے اعمال رد نہ کر دیئے جائیں۔

ابن دینار کا قول ہے۔ الخوف على العمل اشد من العمل کہ اعمال بجا لانے میں کوتاہی سے خوف کے مقابلہ میں یہ خوف زیادہ شدید ہوتا ہے کہ شاید وہ عمل مقبول ہوں یا رد کر دیئے جائیں۔ بعض روایات میں ہے کہ ہمارے بعض بزرگوں کا دستور رہا ہے کہ وہ رمضان کے شروع ہونے سے پانچ چھ ماہ پہلے دعاؤں میں لگے رہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم رمضان کی عبادات بجا لا سکیں۔ پھر رمضان کے پانچ چھ ماہ بعد تک یہ دعائیں کرتے رہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ان عبادات کو قبول فرمائے۔ ایک لحاظ سے ان بزرگوں کا سارا سال ہی رمضان اور اس کے بارہ میں دعاؤں میں گذر جاتا تھا بعض اور بزرگوں کا طریق تھا کہ وہ بڑی سنوار کر نماز ادا کرنے کے بعد اس کثرت سے اور عاجزی کے ساتھ استغفار کرتے جیسے ان سے کوئی بڑا گناہ سرزد ہو گیا ہے یہ اس لئے ہوتا تھا کہ انہیں اس امر کا خوف اور ڈر رہتا تھا کہ کہیں ان سے نماز کی ادائیگی میں کوتاہی نہ ہو گئی ہو یا نماز کے بعد یہ خیال نہ پیدا ہو جائے کہ میں نے بڑی نیکی کی ہے اور میں بھی کچھ چیز بن گیا ہوں اور کہیں کبر اور غرور پیدا نہ ہو جائے۔ خدا کے مخلص بندے نماز بلکہ ہر عبادت کے بعد

کثرت سے استغفار کرتے ہیں

کہ اس عبادت کے نتیجہ میں اگر شیطان کوئی شر پیدا کرے۔ تو اللہ تعالیٰ اس سے انہیں محفوظ رکھے۔

۲۹ رمضان کو اسی تعلق میں فرمایا:۔

حضرت علیؓ کے متعلق روایت آتی ہے کہ آخر ماہ رمضان میں یہ فرمایا کرتے تھے۔ یا لیت شعری من هو المقبول منا فنهنيه ومن هذا المحروم منا فنعزيه کاش مجھے معلوم ہوتا کہ کس کی عبادت اور قیام اللیل کو اللہ تعالیٰ نے شرف قبولیت حاصل ہوا ہے۔ میں اس کے پاس جاتا اور اس کو مبارک باد کہتا۔ اور کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ کس بدقسمت کی عبادت اللہ تعالیٰ نے رد کی ہے۔ میں اس کے پاس ... افسوس کرتا کہ تمہیں کس غفلت کوتاہی تقصیر یا کسی ہوئی روحانی بیماری کی وجہ سے تمہارے اعمال کھائے گئے ہیں اور روحانی بیماریاں اعمال کو ایسے کھا جاتی ہیں جیسے گھن لکڑی کو کھا جاتا ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے

کہ انسان کو خلوص کے ساتھ اعمال صالحہ کا اہتمام کرنا چاہیئے۔ اور پوری کوشش کرنی چاہیئے کہ کوئی تقصیر، کوتاہی، غفلت اور دوسری بیماری اس کے اعمال کو ضائع نہ کر دے۔ ... یہ بھی خیال نہ کرے کہ اللہ تعالیٰ اس کی عبادت کو ضرور قبول کرے گا۔ کیونکہ انسان کو بسا اوقات اپنے متعلق بھی وہ علم نہیں ہوتا جو اس کے رب کو اس کے بارہ میں ہوتا ہے جہاں تک اعمال بجا لانے کا تعلق ہے

اسلامی تعلیم کا خلاصہ

یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت سے منہ نہ موڑا جائے ہر شخص وہ نہیں کرتا جو خدا تعالیٰ کہتا ہے۔ اس کے غضب کے نیچے اور اس کے قہر کا ... اعمال صالحہ کی حقیقت اس کے سوا کچھ نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی ... اطاعت کی جائے۔ نماز بھی فی نفسہ کوئی نیکی نہیں یہ تب نیکی شمار ہوگی جب اس وقت اور اس طریق پر ادا کی جائے جس کا اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے۔ اس عبادت کے وقت قبلہ رخ ہونا نماز کا لازمی حصہ ہے۔ یہ نہیں کہ جنوب، مشرق یا شمال کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ لی اور یہ خیال کر لیا کہ ہم امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں ... ایک وقت ابتداء میں ایسا آیا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بیت اللہ کی ... اور بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو۔ اس وقت اگر کوئی ... تو اس کی نماز نماز نہ تھی۔ نماز نام ہے اطاعت کا نہ کہ اس میں نماز

کرنے، قرآن کا کوئی حصہ پڑھنے کا نام نماز ہے۔ پہلے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی جاتی تھی۔ ایک دن اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ بیت المقدس کی طرف پیٹھ کر دو اور کعبہ کی طرف منہ کر لو۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے ایک محبت جو ذاتی اور ایک فضا سے جگہ کی محبت پیدا کرنے کا حکم دیا۔ یہ سارے اعمال صالحہ کا یہی حال ہے وہی اعمال کے مقبول ہونے کی ہم امید کر سکتے ہیں جو اس کے حکم کے مطابق کئے جائیں۔ یہ جو کہے "میرے اعمال کی ضرورت اسے اور بخشش دے گا" یعنی مجھے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی کیا ضرورت ہے وہ اسی طرح بخشش دے گا اور جنت میں داخل کر دے گا۔ اسے اللہ تعالیٰ نے جنت میں نہیں جہنم میں داخل کر دے گا

ایک قسم کے لوگ

ہیں جو خدا کو نہیں مانتے یا اگر اللہ تعالیٰ کو مانتے ہیں تو اس بات کو نہیں مانتے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر وحی کرتا ہے۔ ایسے لوگوں کی ذہنی کیفیت کے متعلق قرآن کریم میں ذکر آیا ہے کہ ان کے ایمان لانے کا مطلب یہ ہوا کہ بغاوت بھی کی اور یقین بھی رکھا کہ اللہ تعالیٰ انہیں بخش دے گا ایک قسم۔ یہ ان لوگوں کے اعمال ہیں۔

دوسری قسم کے وہ لوگ ہیں

کہ ان کے اعمال تو صحیح معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن پھر بھی رد کئے جاتے ہیں اس لئے کہ ان کا ظاہر اچھا ہوتا ہے مگر باطن میں ریا، کبر، غرور اور خود پسندی کی بیماریاں ان کے اعمال کو کھا جاتی ہیں۔ اس کی مثال ایک ایسی چیز ہے جس کا چھلکا خوبصورت ہو مگر اندر سے خالی ہو۔ یا ایسے اخروٹ کی جو دیکھنے میں بڑا صحت مند نظر آتا ہے مگر اندر سے سیاہ اور سکڑی ہوئی چیز نکلتی ہے۔ یہی اس قسم کے اعمال کا حال ہے جو دیکھنے میں اچھے نظر آتے ہیں مگر اندر سے بُرے ہوتے ہیں۔ یہ دیکھنے میں یہ نرالی حالت ہوتی ہے مگر اعمال رد کئے جاتے ہیں۔

تیسری قسم

کے وہ اعمال ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے قبول تو کرتا ہے مگر ہم نہیں کہہ سکتے کہ وہ ضرور قبول کئے جائیں گے سوائے انبیاء کے ذریعہ یہ علم پانے کے اور کسی کو کیا پتہ لگ سکتا ہے کہ اس کے عمل قبول ہو رہے ہیں یا نہیں۔ نبی بھی دعویٰ نہیں کرتا کہ میں نے عمل کئے ہیں اور وہ ضرور قبول ہوں گے اور اب مجھے کوئی خوف نہیں رہا۔ اسے بھی زندگی بھر خوف رہتا ہے کہ اللہ تو بے نیاز ہے پتہ نہیں میرے عمل بھی قبول کرتا ہے یا نہیں۔ یہاں تک کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ میرا جنت میں جانا بھی خدا کے فضل سے ہی ہے عمل سے نہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قل ارءیتم ان اھلکنی اللہ ومن معی او رحمنا فمن یجیر الکافرین من عذاب الیم۔

(سورہ ملک آیت ۲۹)

اس آیت میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ کے متعلق آنحضرتؐ کی زبان سے اللہ تعالیٰ نے کہلوایا کہ مجھے بتاؤ تو سہی اگر اللہ مجھے یا میرے ساتھیوں کو ہلاک کر دے یا رحم کرے تو بھی کافروں کو دردناک عذاب سے کون پناہ دے گا۔ کوئی شخص اسے مجبور نہیں کر سکتا کہ ان کے اعمال کو قبول کرے۔ یہ کہنا کہ میں عمل تو نہیں کرتا مگر پھر بھی اس کے فضل سے جنت میں جاؤں گا عقل کے بھی خلاف ہے۔

عقل اس بات کو تسلیم نہیں کرتی

کہ تم جس کو بتائے ہوئے طریقوں۔ اس کی اطاعت سے انکار کرو اور پھر جنت میں بھی جاؤ۔ ایسے شخصوں کے لئے یقینی طور پر عذاب مقدر ہے۔ لیکن اعمال صالحہ بجا لانے والوں کو بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جیسا مقدس وجود بھی صرف اللہ تعالیٰ کے فضلوں پر بھروسہ کرتا ہے تو تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ تمہارے اعمال ضرور بہ خدا کی بارگاہ میں قبول ہوں گے۔ بعض ایسے بھی ہوتے ہیں کہ بظاہر نیک معلوم ہوتے ہیں مگر ان کے اعمال رد کئے جاتے ہیں۔ یہ اس لئے کہ ان کے ظاہر اور باطن میں تضاد ہوتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ومن یکفر بالایمان فقد حبط عملہ۔ اور جو شخص ایمان رکھتے ہوئے کفر اختیار کرتا ہے تو سمجھو کہ اس کا عمل ضائع ہو گیا۔

جو عمل قبول کئے جانے کے قابل ہوتے ہیں ان کے بارہ میں بھی حتمی طور پر نہیں کہہ سکتے کہ قبول ہوں گے۔ ایک صحابی کا قول ہے کہ اگر مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ میرا رائی کے دانے کے برابر عمل بھی قبول ہو گیا ہے تو میں ساری دنیا اس کے بدلہ میں قربان کر دوں کیونکہ اللہ فرماتا ہے کہ جس کا رائی کے دانے کے برابر عمل بھی قبول کروں اسے بھی جنت میں داخل کروں گا۔

جن اعمال کی قبولیت کی امید رکھی جا سکتی ہے اس کے متعلق فرمایا

فمن کان یرجوا لقاء ربہ فلیعمل عملاً صالحاً ولا یشرک بعبادۃ ربہ احداً۔

یعنی جو شخص چاہتا ہے کہ اسے دنیا میں اس خدا کا دیدار نصیب ہو جائے اسے چاہیئے کہ شرک نہ کرے۔

عمل صالح کے دو نقطہ نگاہ ہیں

منفی اور مثبت۔ منفی یہ کہ انسان ان بلاؤں سے محفوظ رہے جو اعمال کو کھا جاتی ہیں۔ اس کی تشریح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لیکچر لاہور میں یوں فرمائی ہے کہ

"جو شخص چاہتا ہے کہ اسی دنیا میں اس خدا کا دیدار نصیب ہو جائے جو حقیقی خدا اور پیدا کنندہ ہے پس چاہیئے کہ وہ ایسے نیک عمل کرے جن میں کسی قسم کا فساد نہ ہو۔ یعنی عمل اس کے نہ لوگوں کے دکھلانے کے لئے ہوں نہ ان کی وجہ سے دل میں تکبر پیدا ہو کہ میں ایسا ہوں اور ایسا ہوں اور نہ وہ عمل ناقص ... نہ ان میں کوئی ایسی بدبو ہو جو محبت ذاتی کے برخلاف ہو بلکہ چاہیئے کہ صدق و وفاداری سے بھرے ہوئے ہوں اور ساتھ اس کے یہ بھی چاہیئے کہ ہر ایک قسم کے شرک سے پرہیز ہو ...... بلکہ سب کچھ کرنے پر بھی سمجھا جائے کہ ہم نے کچھ نہیں کیا اور نہ اپنے علم پر غرور کیا جائے اور نہ اسے عمل پر نازاں" (لیکچر لاہور صفحہ ۸)

یعنی عمل صالح وہ عمل ہے جو ہر قسم کے فساد سے پاک ہو اس میں ریا اور تکبر نہ ہو اور ناقص اور ناتمام نہ ہو بلکہ اللہ تعالیٰ سے ذاتی تعلق کے نتیجہ میں وہ صادر ہوا ہو یعنی وہ یہ یقین رکھے کہ اگر اللہ جہنم میں بھی ڈال دے تو پھر بھی میں عمل اور اطاعت کو نہیں چھوڑوں گا

خلاصہ یہ کہ

انسانوں کے تین گروہ ہیں

پہلے وہ جو بے عمل ہیں بالکل عمل نہیں کرتے اور عذاب الٰہی ان کے لئے مقدر ہے۔

دوسرے وہ جو عمل تو کرتے ہیں لیکن مومن ہونے کے باوجود ان کے اعمال کافروں جیسے ہوتے ہیں۔

تیسرے ایسے جن کے اعمال میں تضاد نہیں اور صدق اور وفا کی زمین سے ان کے عمل کا درخت پھوٹتا ہے اور اس کی شاخیں اپنے رب کے حضور پہنچتی ہیں ان اعمال کی قبولیت کے بارہ میں بھی ہم حتمی طور پر نہیں کہہ سکتے پس ہمیں ہمیشہ ڈرتے رہنا چاہیئے۔

ابو بکرؓ روزہ رکھنے یا عبادت بجا لانے کے بعد یہ دعا کرتے۔ اللھم یا واسع المغفرۃ اغفرلی۔ اے میرے رب تیری مغفرت بڑی وسیع ہے۔ میں اسے اپنے کسی جذبہ نیک سے نہیں بلکہ میری عبادت میں جو کمی یا تقصیر رہ گئی ہے اس پر مغفرت کی چادر ڈال دے"۔

میں بھی اپنے ... آپ کے لئے یہی دعا کرتا ہوں کہ

اللھم یا واسع المغفرۃ اغفرلنا

اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

مسیحی ادارہ ہنری مارٹن انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز کی سرگرمیوں کا جائزہ

ایڈیٹر صاحب رسالہ ہما کے اعتراضات اور ان کا مفصل جواب

ایڈیٹر صاحب ہما کا اعتراض نامہ

۱۷ دسمبر ۱۹۶۶ء

مکرمی محترمی محمد حفیظ صاحب بقاپوری سلام و دعا

آپ کا ہفت روزہ بدر کچھ عرصہ سے مجھے باقاعدہ مل رہا ہے اور میں کافی توجہ سے اسے پڑھا کرتا ہوں واضح ہو کہ بدر کا جلسہ سالانہ نمبر ملا۔ اور باقاعدہ مل آیا۔ اس نمبر کے ص ۱۹ پر مولوی سمیع اللہ صاحب احمدی مشنری بمبئی کا مضمون ہنری مارٹن انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز کے زیر اہتمام جلسوں میں احمدی مبلغ کی تقریر شائع ہوا ہے جس میں بعض باتیں غیر صحیح ہیں۔

اول جن جلسوں کا ذکر مولوی صاحب نے کیا ہے۔ وہ ہنری مارٹن انسٹی ٹیوٹ کے جلسے نہیں تھے بلکہ وہاں کے ایک مقامی چرچ "ہندوستانی کانگریگیشن" کی طرف سے منعقد کئے گئے تھے۔ یہ جلسے گاہ اس چرچ کے سربراہوں کی طرف سے ہوتے رہتے ہیں۔ اور ان میں ہندوستان بھر کے پادری تو در کنار بمبئی کے بھی سارے پادری موجود نہیں ہوتے۔

دوم۔ مولوی صاحب نے لکھا ہے کہ پہلے جلسے میں ہندوستان بھر کے پادری آئے ہوئے تھے محض مبالغہ ہے جلسہ میں محض مقامی نوعیت کا اجتماع تھا۔ اگر اس جلسہ میں جیسا کہ بقول مولوی صاحب ہندوستان بھر کے پادری آئے ہوئے تھے) تو مولوی صاحب نے عیسائیوں کا ناطقہ بند نہ کیا جب کہ موقع اچھا تھا۔ لیکن بعد کے ایک جلسہ میں جہاں صرف ایک درجن اشخاص حاضر تھے عیسائیوں کو بزعم خود مشکل میں ڈال دیا اور بقول خویش ہنری مارٹن انسٹی ٹیوٹ کے سامنے ایک مسئلہ کھڑا کر دیا۔ مولوی صاحب اچھے خاصے شاعر معلوم ہوتے ہیں۔ مبالغے کی حد کر دی۔

سوم۔ ڈگلس صاحب ڈائرکٹر ہنری مارٹن انسٹی ٹیوٹ نے مجھے بتایا کہ جس جلسہ میں وہ حاضر تھے اس میں مولوی صاحب نے نہ تو کوئی فقرہ نکالا نہ بات یہاں تک پہنچی کہ مسیحیوں نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھا"۔ یہ شاید کسی اور مجلس کا ذکر ہو گا لیکن مولوی صاحب کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ اسی جلسہ کا واقعہ ہے جس میں ڈگلس صاحب موجود تھے۔ یہ بھی کس قدر گمراہ کن بیان ہے۔

چہارم۔ ڈگلس صاحب نے مولوی صاحب کو محض یہ کہا تھا کہ وہ اپنے مذہب کے عقاید و نظریات پیش کریں اور دوسروں پر نکتہ چینی نہ کریں کیونکہ اس سے بدمزگی پیدا ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے اور مولوی صاحب کا یہ فرمانا کہ عیسائی اُن باتوں کا جواب نہیں دے سکتے اس لئے غلط ہے کہ عیسائی حضرات جواب دیتے ہیں اور پہلے بھی تحریف بائیبل پر مسلم علماء کے اعتراضات کا جواب دے چکے ہیں۔ اب پھر ان باتوں کو دہرانے سے فائدہ نہ ہو گا۔ کیونکہ یہ جلسے مقامی چرچ کی طرف سے محض افہام و تفہیم کے لئے منعقد کئے گئے تھے اور ڈگلس صاحب اور ایک دوسرے صاحب کو جو ان دنوں ہنری مارٹن انسٹی ٹیوٹ کی ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ کے لئے وہاں موجود تھے ہم مقامی چرچ کی طرف سے جلسہ میں مدعو کیا گیا تھا مناظرہ و مباحثہ کے لئے للکارنا معیوب سی بات ہے۔

امید ہے آپ یہ چند سطور بدر میں شائع کر کے ممنون و متشکر فرمائیں گے۔

زیادہ آداب — خادم

طالب شاہ آبادی مدیر ہما

اعتراض نامہ کا مفصل جواب

منجانب مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

مکرمی و محترمی جناب ایڈیٹر صاحب بدر

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

ایڈیٹر ہما کا اعتراض نامہ مکرم جناب ناظر صاحب دعوت و تبلیغ کی معرفت ملا۔ میرے یہ دن رمضان مبارک عید الفطر اور غازیان حجاج کے باعث بہت مصروفیت کے تھے۔ آج فرصت ملی اور جواب مرتب کر کے بھیج رہا ہوں۔

اس میں جس پمفلٹ اور دعوت نامہ کا ذکر آیا ہے اسے دیکھ کر آپ بھی اپنی تسلی کر لیں۔ طالب صاحب نے محض بدنامی سے بچنے کے لئے گریز کا راستہ اختیار کیا ہے۔ ہنری مارٹن انسٹی ٹیوٹ ہما کا مراسلاتی نصاب اور رسالہ ہما بحد اصل تینوں ایک ہیں اور ایک تین۔ ہما بھی ہنری مارٹن انسٹی ٹیوٹ ہی کا محتضنہ ہے۔

آپ میرا یہ جواب ضرور شائع کر دیں۔ بہتر ہو گا کہ طالب صاحب کا خط بھی شائع کریں۔

والسلام

سمیع اللہ مبلغ بمبئی

۱۳؍۱؍۶۷

۱۔ ہنری مارٹن انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز

۲۔ ہما کا مراسلاتی نصاب — ۳۔ ماہنامہ رسالہ ہما

اہل تثلیث بہت دنوں سے تین ایک اور ایک تین کی پہیلی بجھواتے چلے آرہے ہیں۔ اخبار بدر کے جلسہ سالانہ ۱۹۶۶ء نمبر میں میرا ایک مضمون ہنری مارٹن انسٹی ٹیوٹ پر شائع ہوا۔ تو رسالہ "ہما" کے ایڈیٹر جناب طالب شاہ آبادی نے جناب ایڈیٹر صاحب بدر کی معرفت پھر مجھے یہ پہیلی بجھوانے کی کوشش کی ہے۔ ان کی اس کرم فرمائی کا بہت شکریہ۔

انہوں نے اپنے خیال میں ایک کو تین کر کے تو دکھا دیا مگر تین کو ایک کرنے کا جو فن ہے اس کا مظاہرہ نہیں کیا۔ اگر وہ یہ کمال بھی دکھا دیتے تو کیا اچھا ہوتا تاہم پورے طور پر ان کے ہمنوا ہونے کے قائل ہو جانے۔ یوں بھی تعریف و تقسیم کے بعد تحلیل و ترکیب کا مرحلہ آتا ہے اور معاملہ نا تمام رہتا ہے۔ جب تک یہ دونوں مراحل طے نہ کئے جائیں۔ انہوں نے ایک مرحلہ تو طے کیا مگر دوسرا مرحلہ طے کرنے کی جرأت نہیں کی۔ اس گریز کی وجہ کچھ بھی ہو اب اتمام حجت کے لئے میں اس موضوع پر قلم اٹھا رہا ہوں۔

ہنری مارٹن انسٹی ٹیوٹ ایک مسیحی ادارہ ہے جو چند چرچوں کی تائید و تعاون سے چل رہا ہے۔ واضح ہو کہ اس میں ہندوستانی کانگریگیشن چرچ بھی شامل ہے جس کا طالب صاحب نے اپنے خط میں ذکر کیا ہے) اس انسٹی ٹیوٹ کا مقصد یہ ہے کہ ہندوستان کے پانچ کروڑ مسلمانوں کو توحید کی بجائے تثلیث، قرآن مجید کی بجائے انجیل اور سید الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ

کی بجائے "یسوع مسیح" کا پرستار بنا دیا جائے۔

اس ادارے نے ایک پمفلٹ شائع کیا ہے جس کا نام ہے "پانچ کروڑ مسلمان" (Fifty Million Muslims) اس پمفلٹ میں سب سے پہلے ان انگریز پادریوں کا نعرہ درج کیا گیا ہے جو ۱۸۰۶ء میں انگلستان سے چل کر بنگال آئے اور ایک ایسے علاقے میں مشن قائم کیا۔ جو ڈچوں کے زیر اقتدار آچکا تھا۔ چونکہ اس وقت تک "ایسٹ انڈیا کمپنی" کی طرف سے کسی پادری کو ہندوستان آنے کی اجازت نہیں تھی۔ کمپنی کے ممبر کہتے تھے کہ اگر ان پادریوں کو ہندوستان آنے کی اجازت دی گئی تو یہ بر بنائے عادت مسلمانوں سے مذہبی خصومت شروع کر دیں گے ملک کا امن برباد ہو جائے گا جس سے کمپنی کی تجارت متاثر ہو گی۔

مگر پادری صاحب کب چین سے بیٹھنے والے تھے۔ کسی حیلے بہانے ہندوستان آ ہی گئے۔ ان نوادر پادریوں کے لئے ایسٹ انڈیا کمپنی کے علاقے میں کوئی جگہ نہیں تھی۔ اس لئے وہ بنگال کے ایک قصبہ "سیرام پور" میں مقیم ہوئے جو ڈچوں کے زیر اقتدار تھا۔ وہاں ان مسیحیوں نے ایک مشن قائم کیا۔ اور یہ نعرہ لگایا کہ

"ہمیں خدا کے لئے جلنے دو"

اس پمفلٹ میں ان پادریوں کا یہ نعرہ بھی درج کیا گیا۔

غرض یہ اس ادارے کے ارادے اور عزائم ہیں۔ اس "انسٹی ٹیوٹ" کے زیر اہتمام ایک مراسلاتی نصاب چلتا ہے۔ جس کا پورا نام ہے۔ "ھما کا مراسلاتی نصاب" (HUMA CORRESPO-NDENE COURSE) اور آج کل لکھنؤ سے ایک سہ ماہی رسالہ بھی نکلتا ہے جس کا نام ہے "ہما" یہ دونوں "ھما" ہنری مارٹن انسٹی ٹیوٹ ہی کی تعقیب و داعی ہیں۔ اور اس کے زیر اہتمام [illegible] ہیں۔ ھما کا لفظ بھی ہنری مارٹن انسٹیٹیوٹ ہی کا مخفف ہے۔ ہ سے ہنری۔ م سے مارٹن۔ اور الف سے انسٹی ٹیوٹ۔

اتنی سی باتیں ذہن نشین کر کے اب "ایک تین اور تین ایک" کی پہیلی پر غور کریں۔ آپ [illegible] ذہن معاملہ کی تہ تک پہنچ جائے گا۔

جناب طالب صاحب شاہ آبادی نے پہلا اعتراض کیا ہے کہ میں نے جن جلسوں کا ذکر کیا ہے۔ وہ ہنری مارٹن انسٹی ٹیوٹ کے جلسے نہیں تھے۔ بلکہ ایک مقامی چرچ "ہندوستانی کمونٹ چرچ" کے جلسے تھے۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ جناب طالب صاحب نے یہ بات کہنے کی کیسے جرأت کی

میرے مضمون میں چار جلسوں چار دعوت ناموں اور چار تقریروں کا ذکر ہے۔ ان جلسوں اور تقریروں کی روداد یہ ہے

۱۰ اپریل ۱۹۶۶ء میں ہنری مارٹن انسٹی ٹیوٹ کی طرف سے "بشپ میموریل چرچ کلیرروڈ بمبئی ۸" میں مطالعہ اسلامیات کے لئے ایک کلاس منعقد ہوئی۔ یہ کلاس لگ بھگ ایک ماہ تک، چلتی رہی۔ اس کو عموماً پادری صاحبان ہی مخاطب کرتے تھے لیکن چند تقریریں مسلم علماء سے بھی کرائی گئیں چنانچہ جناب فیضی صاحب سابق سفیر ہند برائے مصر۔ اور جناب آدم نادل ایک مشہور کانگرسی مسلمان نے بھی تقریریں کیں ان دونوں مقرروں سے پہلے یا ان کے بعد مجھے بھی اس اجلاس میں تقریر کی دعوت دی گئی۔ خود مسٹر ڈگلس یہ دعوت نامہ دینے احمدیہ مسلم مشن آئے۔

میں جب تقریر کرنے گیا اور حاضرین سے میرا تعارف کرایا گیا تو اس میں کیرالا۔ مدراس۔ آندھرا پردیش۔ اترپردیش۔ مہاراشٹر وغیرہ کے حضرات موجود تھے۔ یہ سب اس "اسٹڈی کلاس" میں شرکت کے لئے آئے تھے۔ اسی اجتماع کے متعلق میں نے یہ لکھا تھا کہ اس میں ہندوستان بھر کے پادری صاحبان آئے ہوئے تھے میرا یہ قول کسی اعتبار سے غلط نہیں۔ ملک گیر اجتماع کا کبھی یہ مطلب نہیں ہوتا کہ وہاں ملک کی ساری آبادی اکٹھی ہو گئی ہو۔ یہ اصطلاح تو ہر اس اجتماع کے لئے بولی جاتی ہے جس میں ملک کے اکثر صوبوں سے نمائندے آئے ہوں۔ اور میرے نزدیک اس اسٹڈی کلاس کی یہی حیثیت تھی۔ میں نے اسی کلاس میں تقریر کی جس کا انگریزی [illegible] خود مسٹر ڈگلس نے کیا۔ میری یہ تقریر سینٹ زیویئرز ہائی سکول [illegible] کے کئی سٹوڈنٹ بھی آئے ہوئے [illegible] اور تعلیم یافتہ لوگوں کا قابل [illegible] تھا۔ اس اجتماع کو مخاطب کرتے ہوئے میں نے "تعالوا الی کلمۃ" [illegible] "قل یا اہل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء" والی آیۃ کی تلاوت کی۔ اور ان مذہبی [illegible] کا ذکر کیا جو ہمارے اور ان کے درمیان مشترک ہیں۔

کیا طالب صاحب کہہ سکتے ہیں کہ یہ جلسہ ہنری مارٹن انسٹی ٹیوٹ کا نہیں تھا؟

اس جلسے کے چند ماہ بعد "ھما مراسلاتی نصاب" کی طرف سے مجھے تین جلسوں میں تقریر کے دعوت نامے آئے۔ یہ سارے دعوت نامے "ھما مراسلاتی نصاب" کی طرف سے جاری کئے گئے تھے۔ اس کی ایک کاپی مکرم جناب ناظر صاحب دعوت و تبلیغ اور جناب ایڈیٹر صاحب کے ملاحظہ کے لئے منسلک کر رہا ہے۔

پہلے جلسے میں میرے علاوہ رسالہ "صبح امید" بمبئی کے ایڈیٹر جناب عبد الحمید صاحب لو ہرے بھی مدعو تھے۔ میں نے اپنی تقریر میں ہنری مارٹن انسٹی ٹیوٹ کا شکریہ ادا کیا اور ایڈیٹر صاحب "صبح امید" نے ھما کو خراج تحسین پیش کیا۔ اس کے بعد ہر جلسے میں یہی ہوتا رہا۔ ہندوستانی کمونٹ چرچ کا تو کبھی نام آیا ہی نہیں۔ ہم نے طالب صاحب کا خط پانے کے بعد اس معاملے کی تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ اور چرچوں کی طرح "ہندوستانی کمونٹ چرچ" بھی اس انسٹی ٹیوٹ کے ساتھ تعاون و اشتراک عمل کرتا ہے اور اس کے اغراض و مقاصد سے متفق ہے لیکن ہم لوگوں کے سامنے ہنری مارٹن انسٹی ٹیوٹ۔ ھما مراسلاتی نصاب اور رسالہ ہما کے علاوہ کسی چرچ کا نام نہیں آیا۔ ہم لوگ ان تینوں کو ایک سمجھتے تھے۔ اور انہیں کا بھری مجلس میں شکریہ ادا کرتے تھے۔ لیکن راز درون خانہ کیا تھا۔ اس سے ہمیں کیا سروکار،

ان مردم طالب صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ میں نے پہلے جلسے میں پادری صاحبان کا ناطقہ بند کیوں نہیں کیا۔ تو معلوم ہو کہ یہ آداب مجلس کے بھی خلاف ہے اور ہمارے اصول کے بھی۔ آپ حضرات نے مدعو کر کے ہماری عزت افزائی ہی کی تھی۔ میں خواہ مخواہ مناظرہ بازی کیوں کرتا۔ اسی طرح میں نے کسی جلسے میں مسیحیوں کو مناظرے کے لئے نہیں للکارا۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ صداقت اپنے لئے خود راستہ نکال لیتی ہے اور ان جلسوں میں اس نے اپنے لئے راستہ مسٹر ڈگلس کے ذریعہ نکالا۔

قصہ یہ ہوا کہ تیسرے جلسے میں سب سے پہلے پادری علوی صاحب نے "حقیقۃ المسیح" پر تقریر کی۔ اور کئی باتیں ہمارے معتقدات کے خلاف کہیں میں ان کی تقریر خاموشی سے سنتا رہا دوسری تقریر جناب شمس صاحب پیرزادہ امیر جماعت اسلامی کی ہوئی۔ ان کی تقریر میں بعض باتیں جماعت احمدیہ کے عقائد کے خلاف بھی تھیں۔ اور بعض مسیحیوں کے خلاف بھی۔ مگر جب میں نے ان کی تقریر بھی خاموشی سے سنی۔ آداب مجلس کا تقاضا بھی یہی تھا۔

جناب پیرزادہ صاحب کے بعد مسٹر ڈگلس کھڑے ہوئے اور انہوں نے جناب پیرزادہ صاحب کی تقریر کے ایک حصے کو غلط قرار دیا۔ غالباً ان کے بعد ہی میری باری آئی۔ اب آداب مجلس کا تقاضا یہ تھا کہ جس طرح میں نے اپنے مقرروں کی شیریں اور تلخ دونوں قسم کی باتیں خاموشی سے سنی تھیں۔ مسٹر ڈگلس بھی اسی طرح میری باتیں سنتے اور اس مجلس انعقاد کی وجہ بھی یہی بتائی گئی تھی۔ مگر مسٹر ڈگلس نے اس قاعدے کی پابندی غیر ضروری سمجھی۔ اور جب میں نے ایک بات ان کے عقیدے کے خلاف کہی تو دوران تقریر مجھے ٹوک دیا۔ میرا خیال ہے کہ یہ طریقہ کسی شائستہ اجتماع میں جائز نہیں سمجھا جاتا۔ اگر میں اسے اپنی توہین سمجھتا اور پروٹسٹ کرتا تو مجھے اس کا حق تھا۔ مگر میں نے ان کے ٹوکتے ہی فوراً تقریر کا موضوع بدل دیا۔

مگر اس دن محض مسٹر ڈگلس کی مداخلت سے یہ بات اتنی بگڑ گئی تھی کہ ان ارباب حل و عقد کو اس پر غور کرنا پڑا کہ آئندہ ان جلسوں کا سلسلہ کیسے باقی رکھا جائے۔ چنانچہ یہ تجویز منظور ہوئی کہ آئندہ کوئی مقرر دوسرے کے عقائد کے خلاف بات نہیں کہے گا اگرچہ میں نے اس تجویز کی مخالفت کی اور کہا کہ میں آپ کی مجلس میں اسلام کا نمائندہ بن کر آتا ہوں اور اسلامی تعلیمات پیش کرتا ہوں۔ اگر میری تقریر کا کوئی حصہ آپ کے نزدیک قابل اعتراض ہو تب بھی آپ حضرات کو خاموشی سے میری باتیں سننی چاہئیں۔ اس بات چیت میں اس تاریخ کا جلسہ گڈمڈ ہو گیا۔ کچھ لوگ چلے گئے کچھ ٹھہرے رہے۔

۱۷ر نومبر ۱۹۶۶ء کو پھر "ھما کا مراسلاتی نصاب" کی طرف سے مجھے ایک دعوت نامہ آیا۔ اور کہا کہ اب کے اجلاس میں "گناہ" کے عنوان پر اظہار خیال کروں۔ میں نے دعوت قبول کی۔ اور ۱۳ر نومبر کو پھر اس مجلس میں مقررہ عنوان پر تقریر کی۔ اور پوری تقریر میں اس بات کا التزام کیا کہ مسیحیت کا کوئی ذکر نہ آئے۔ میں نے ۴۵ منٹوں کی تقریر میں گناہ کے متعلق اسلام کا فلسفہ بیان کیا۔ یہ بات میرے وہم و گمان میں بھی نہیں تھی کہ ایک حضرت میری تقریر پر اعتراضات کی بوچھاڑ کر دیں گے۔ چونکہ اس سے قبل کے جلسے میں اس

طرق کی مذمت کی جا چکی تھی۔ مگر ہوا یہ کہ ان کے بعد جو مقرر آئے یعنی "ڈاکٹر ٹیلیکس" ان کی تقریر کا موضوع ہی تھا "میری تقریر پر اعتراض" اتنے تیر برسائے کہ اگر میرے بدن پر اسلامی زرہ نہ ہوتی تو سارا جسم چھلنی ہو جاتا۔ اس تقریر کا میں نے صدر جلسہ کی اجازت سے جواب دیا۔ اور یوں کہہ سکتا ہوں کہ دندان شکن جواب دیا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ مجلس کے سامنے ایک مسئلہ کھڑا ہو گیا۔

اب ذرا طالب صاحب شاہ آبادی فرمائیں کہ ان جلسوں میں مناظرے کے لئے کس نے للکارا تھا۔ یا آپ لوگوں نے مجھے جوابی تقریر کی اجازت دی۔ یہ بار گناہ میرے سر ہے یا مسٹر ملوی۔ مسٹر ڈگلس اور مسٹر لیوک کے سر۔ آپ کو شاید احمدیوں کے متعلق یہ معلوم نہیں کہ یہ ہر جنگ کے شیر اور ہر میدان کے پہلوان ہوتے ہیں۔ آپ مجھے ہتھیار کے یا غافل رکھ کر جیسے بھی چاہیں مجھ پر حملہ کریں ان شاء اللہ پھر تو رجواب پائیں گے۔ ساتھ ہی یہ بھی یاد رکھیں کہ ہم کبھی بد اخلاقی کا جواب بد اخلاقی سے اور محبت کا جواب نفرت سے نہیں دیں گے۔ ہمارا شہر کے بہت سے مسیحی حضرات مجھ سے محبت کرتے ہیں اور بڑے اخلاق سے پیش آتے ہیں۔ میں بھی ان کے حسن خلق کا حسن خلق سے جواب دیتا ہوں۔ آپ "ہندوستانی کونسٹ چرچ" ہی کے کارکنوں سے پوچھ لیجیے کہ انہوں نے مجھ کو انفرادی اور اجتماعی ملاقاتوں میں کیسا پایا۔ یہ جو شکایت آپ نے مجھ سے کی ہے۔ در حقیقت یہ شکایت مجھے آپ سے کرنی چاہیے کہ مجھے عزت کے ساتھ خصوصی مقرر بنا کر مجلس میں بلوایا۔ میرے عقیدے کے خلاف باتیں سناتے رہے۔ میں سنتا رہا لیکن جب میں نے ایک بات آپ کے مزاج کے خلاف کہی تو تمام اصول اخلاق کو بالائے طاق رکھ کر دوران تقریر ہی مجھے "تحریف اناجیل" کے موضوع پر بولنے کے لئے روک دیا۔ آخر آپ ہماری زبانی اسلام کو سمجھنے کے لئے جمع ہوئے تھے یا محض اپنی ہم بھائی باتیں سننے اور سنانے۔

اب آئیے عہد نامہ جدید کے یونانی نسخے کی طرف۔ آپ کہتے ہیں کہ کوئی یونانی نسخہ نہیں دکھایا گیا۔ میں ... یوں ہی ایک من گھڑت بات لکھ دی۔ اگر اس کے ساتھ آپ یہ بات بھی لکھ دیتے کہ ایسے کسی یونانی نسخے کا وجود ہی نہیں۔ تو شاید بات زیادہ وزنی ہو جاتی۔

آپ ایک بار پھر میری رپورٹ پڑھیں۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ مسٹر ڈگلس نے جب مجھے ٹوکا تو میں نے سلسلہ تقریر بند نہیں کیا۔ بلکہ تقریر کرتا ہی رہا۔ اور اس کے بعد وہ اجلاس گڈمڈ سا ہو گیا۔ کچھ لوگ چلے گئے کچھ رہ گئے۔ مسٹر ڈگلس بھی چلے گئے۔ یونانی نسخہ میں نے مسٹر ڈگلس کے چلے جانے کے بعد دکھایا۔ اور واقعہ یہ ہے کہ وہ نظارہ بہت عجیب ہوتا ہے جب کسی مسیحی کو یہ نسخہ دکھایا جاتا ہے۔ الحمد للہ وہ تو خیر ایک ہی نسخے کی بات تھی۔ اب تو مختلف مخطوطات کے نسخے دستیاب ہو چکے ہیں۔ اور ابھی اور کئی نسخوں کے ملنے کی امید ہے۔

۱۹ر جنوری کو ایک اور دن گھنٹوں تک پادری مسٹر ڈی سوزا سے اسی موضوع پر میری بات چیت ہوئی۔ اس کا اہتمام "رچرڈ اینڈ کورڈ اس لمیٹڈ" کے ایک آفیسر نے کرایا تھا۔ یہ بات چیت رومن کیتھولک کی اس شاندار بلڈنگ میں ہوئی جو رچرڈ کے سامنے ہی ہے۔ اس ملاقات میں بھی جب میں نے ایک لمبی گفتگو کے بعد اپنے بیگ سے عہد نامہ جدید کا وہ یونانی نسخہ نکالا۔ اور وہ مقامات دکھائے۔ جہاں جا بجا سے آیات کے نمبر غائب ہیں۔ تو پہلے تو مسٹر ڈی سوزا نے اس نسخے کو الٹ پلٹ کر دیکھا اور پھر کہا کہ یہ تو وہ نسخہ ہے جسے ہمارا چرچ تسلیم نہیں کرتا۔ لیکن رنگ تو ان کا فق زرد ہو گیا۔ اور بات چیت ختم ہو گئی۔ اور وہ ایسی گفتگو کو غیر مفید اور غیر ضروری کہنے لگے۔

میں جناب طالب صاحب شاہ آبادی سے عرض کرتا ہوں کہ براہ کرم آپ دوسری باتوں کو چھوڑ کر اسی موضوع پر قلم اٹھائیں۔ عنایت ہوگی۔ اس لئے کہ ہم لوگوں کی سمجھ میں "مدرسہ الہیات" کا یہ بالکل نہیں آتا کہ جس مذہبی کتاب میں اتنے تصرفات ہوئے ہوں۔ وہ قابل اعتبار کیسے ہو سکتی ہے۔

۱۹ر جنوری کی بات چیت میں جب میں نے پادری ڈی سوزا سے یہ پوچھا کہ یسوع مسیح کی زبان کیا تھی تو انہوں نے فوراً کہا۔ ارامی۔ میں نے کہا کہ عہد نامہ جدید کے اصل نسخے کس زبان میں ہیں تو کہا "یونانی" میں۔ حالانکہ اس کا اصل نسخہ "ارامی" میں ہونا چاہیے تھا۔ آج جتنے نسخے ہیں سب ترجموں کے ترجمے ہیں اس لئے ارامی نسخے کے بغیر محض ان ترجموں پر ...

قادیان میں یوم مصلح موعودؓ کی مبارک تقریب

(بقیہ صفحہ اول)

صلی اللہ علیہ وسلم، قرآن مجید اور خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا زندہ ثبوت ہیں۔

اس کے بعد جناب شیخ عبد الحمید صاحب عاجز نے

حضرت مصلح موعودؓ اور تبلیغ اسلام

کے موضوع پر تقریر شروع کرتے ہوئے فرمایا کہ انبیاء قوموں کی اخلاقی و روحانی ترقیات کے لئے آتے ہیں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی حکم خداوندی بلغ ما انزل الیک کے ماتحت بت پرست اور مشرک قوم کو توحید پرست بنا دیا۔ اسلام اپنی اشاعت کے لئے تلوار کا مرہون منت ہے اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے مقرر نے بیان کیا کہ معترضین اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ صحابہ جیسی جاں نثار جماعت کہاں سے آئی جماعت محض تبلیغ کے ذریعہ ہی قائم کی گئی۔ یہ تبلیغ ہی کا نتیجہ ہے جس کے نتیجہ میں خدا نے جاں نثاروں کی ایک جماعت دے دی خدا تعالیٰ کا یہی وعدہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں تبلیغ اسلام کی وسعت کا کرتے ہوئے تفصیل سے بیان کیا کہ کس طرح ہر قسم کی مخالفت کے باوجود جماعت احمدیہ دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی کرتی گئی۔ اس ضمن میں مختلف ممالک میں مساجد تبلیغی مراکز اور قرآن مجید کے مختلف زبانوں میں تراجم، تحریک جدید، وقف جدید کی بابرکت اور کامیاب تحریکات کا ذکر کرتے ہوئے بیان کیا کہ ان کے ذریعہ آج اکناف عالم میں تبلیغ اسلام کا جال بچھا ہوا ہے۔

اس کے بعد عزیزم فرید احمد ابن لئیق احمد صاحب آف نیروبی نزیل قادیان نے نظم سنائی اور پھر مکرم چوہدری مبارک علی صاحب نے

قرآن کریم کی عظمت کا اظہار اور جماعتی تنظیم و استحکام بذریعہ مصلح موعودؓ

کے عنوان پر تقریر شروع کرتے ہوئے فرمایا قرآن مجید ایک ایسی کتاب ہے جس نے ایک پستی میں گری ہوئی ایک قوم کو اٹھا کر بام عروج پر پہنچا دیا۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مسلمانوں نے قرآن کو بھلا دیا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ دنیا کو قرآنی علوم سے برکت دی۔ آپ کے سچے جانشین حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی عظمت کو پھیلایا اسی ضمن میں مقرر نے تفصیلاً بیان کیا کہ مروجہ دنیاوی تعلیم حاصل نہ کرنے کے باوجود حضرت مصلح موعودؓ نے کس طرح قرآن مجید کے معارف بیان کئے۔ اور دنیا کو چیلنج دیا کہ دنیا کا کوئی مسئلہ ایسا نہیں جس کا حل قرآن مجید میں پایا نہ جاتا ہو۔ اس کی مثالیں دیتے ہوئے مقرر نے حضرت مصلح موعودؓ کے قرآن مجید سے بیان کئے ہوئے مسئلہ خوراک کے حل، اسلام کے اقتصادی نظام کا تفصیل سے ذکر کیا۔

تقریر کے آخری حصہ میں مقرر نے مفصل طور پر بیان کیا کہ کس طرح حضرت مصلح موعودؓ نے قرآن مجید کے مختلف زبانوں میں تراجم کر کے ایک مستحکم نظام کے ماتحت دنیا کے مختلف ممالک میں تبلیغی مراکز اور مبلغین کا جال بچھا دیا جس کی خوبیوں کا اعتراف آج اپنے اور بیگانے سب ہی کر رہے ہیں۔

سب سے آخر میں

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے تقریر فرمائی۔ جس میں آپ نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی شناخت کے لئے وقتاً بعد وقت مختلف انبیاء مثلاً حضرت آدم، ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ علیہم السلام کو بھیجا اور جن کے ذریعہ فرداً فرداً خاص خاص صفات الٰہی کا ظہور ہوا۔ اور آخر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان تمام صفات الٰہی کے اظہار کے لئے بھیجا۔ جس سے دنیا خدا تعالیٰ کو پہچاننے لگ ... لیکن جب دنیا ۳۳

تورات۔ کیسے اعتبار کیا جا سکتا ہے

آج کل جناب طالب صاحب دیندار جماعت کی ایک کتاب "سرچشمۂ قرآن" پر تعاقب کر رہے ہیں۔ میری دوستانہ گذارش ہے کہ پہلے اپنے گھر کی خبر لیجیے۔ قرآن مجید تو ایک بین الاقوامی کتاب ہے الو الفضل ... و عدل کے منصب پر فائز ہو کر تمام ادیان عالم کے ایک حصے کی تصدیق کی ہے۔ اسی کو آپ سرچشمۂ قرآن کہتے ہیں۔ ذرا آپ عہد نامہ قدیم و جدید کی طرف توجہ کیجیے جس کا کوئی سرچشمہ یا منبع ہی نہیں۔ اور جا بجا سے اس کے حروف، الفاظ اور جملے غائب ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ بشیر اللہ مبلغ بمبئی

خدا تعالیٰ کو پیاری ہو گئی تو خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ آپ دن رات سوچتے تھے کہ میں کس طرح دنیا کو خدا کے آستانہ پر لا سکتا ہوں۔ چنانچہ آپ دن رات خدا تعالیٰ کی عبادت میں لگے رہتے اور دعائیں کرتے رہتے تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو مقام ہوشیار پور جانے کی ہدایت کی گئی۔ جہاں چالیس روز کی چلہ کشی کے بعد آپ نے ایک عظیم الشان بیٹے کی پیدائش کی پیشگوئی شائع کی۔ جس پر لوگوں نے ہنسی اور استہزاء کیا۔ بشیر اول کی وفات اور ایک لڑکی کی پیدائش کے بعد یہ استہزاء اور ابتلاء اور بھی شدت اختیار کر گیا۔ آخر الہام الٰہی

اے فخر رسل قرب تو معلومم شد
دیر آمدہ ز راہ دور آمدہ

کے مطابق حضرت مصلح موعود کی پیدائش ہوئی۔ جن کی آمد کا نقطہ مرکزی دین اسلام کو تمام ادیان پر غالب کرنا ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باون سالہ کامیاب زمانہ خلافت کا ذکر کرتے ہوئے محترم صاحبزادہ صاحب نے بیان کیا کہ کس طرح آپ کے عہد خلافت میں جماعت نے ترقی کی اور وہ جماعت احمدیہ جس کے خزانہ میں ۱۹۱۴ء میں چودہ آنے سے زائد نہ تھے۔ اب اس کا سالانہ بجٹ ۵۰ لاکھ کے قریب ہے۔ علاوہ ازیں تحریک جدید کا مجموعی بجٹ بھی تین [illegible] تک پہنچ چکا ہے۔ یہ سب مصلح موعود کی برکات اور آپ کی کامیاب زندگی کا [illegible] نشان ہے۔

آخر میں محترم صاحبزادہ صاحب نے حاضرین کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سکیموں اور کاموں کو جاری رکھنے انہیں ترقی دینے میں کوشاں رہنے اور حضرت مصلح موعود رض کے حق میں بلندی درجات کی ہمیشہ دعائیں کرتے رہنے کی موثر پیرایہ میں تلقین فرمائی۔

آخر میں یہ مبارک تقریب ساڑھے بارہ بجے دوپہر کے قریب اجتماعی دعا پر ختم ہوئی۔

جناب گورنر جنرل بہادر کی خدمت میں ندوہ کی طرف سے تبریک کا تار بھیجا گیا۔
(ندوۃ نومبر ۱۹۰۸ء صفحہ ...)

ان ہی مولویوں کی موجودگی میں ندوۃ العلماء کے استاذ صاحب بتائیں کہ کیا دینی غیرت [illegible] جو ... کیا خوشامد یہی تو نہیں۔

(باقی)

ماہ نامہ دار العلوم (دیوبند) کی ہرزہ سرائی

از مکرم مولوی محمد عمر صاحب مولوی فاضل۔ مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ حیدر آباد

(۱)

ابتدائے آفرینش سے حق و صداقت کے دشمنوں کا یہ طرۂ امتیاز رہا ہے کہ وہ ہمیشہ ماموریں و مرسلین ربانی کے بالمقابل صف آرا ہوتے آئے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر سید الکونین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک کے تمام مرسلین کے ساتھ ان لوگوں کا یہی سلوک رہا ہے۔ اسی طرح امت محمدیہ کی اصلاح اور تجدید دین کیلئے خدا تعالیٰ نے جب بھی کسی مجدد و مصلح کو مبعوث فرمایا انکے ساتھ بھی اسی قسم کا سلوک انکے مخالفین کی طرف سے ہوتا رہا ہے۔ مثلاً حضرت امام ابو حنیفہ رح کے خلاف بدعتی زندیقی اور کافر ہونے کے فتوے دیئے گئے۔ حضرت امام شافعی رح کو اصفر من الابلیس کا خطاب دیا گیا۔ حضرت امام مالک رح پر کفر کا فتویٰ لگا کر ۲ سال تک قید خانہ میں رکھا۔ اور اتنی بیدردی سے انکی مشکیں کسیں کہ ایک بازو بازو سے اکھڑ گیا۔ حضرت امام احمد بن حنبل کے پاؤں میں بھاری بھاری زنجیریں ڈال کر ایک لمبے عرصہ تک قید میں رکھا۔ انکو ذلیل کرنے کیلئے مجلسوں اور مسجدوں میں بلایا جاتا اور لوگ طمانچے مارتے اور منہ پر تھوکتے تھے"۔

غرض یہ ایک لمبی داستان غم ہے کہ یہ نام نہاد علماء اور عشق محمدی کے دم بھرنے والوں نے آئمہ کرام اور محدثین امت کو طرح طرح کی اذیتوں اور رنج و آلام کا تختۂ مشق بنائے۔ بالکل ایسا ہی مخالفانہ سلوک چودھویں صدی کے مجدد و امام ربانی حضرت مسیح موعود مہدی مسعود علیہ السلام کے ساتھ بھی برتا گیا۔ خود آپ کو اور آپ کی پاک جماعت کے افراد کو گالی گلوچ سے لے کر جسمانی اذیت رسانی تک کسی پہلو سے کمی نہیں کی۔

غرضیکہ حق و صداقت کے دشمنوں کا یہ مسلک ہر زمانہ میں ہوتا رہا ہے۔ اس کا ایک تازہ ثبوت ماہنامہ دار العلوم دیوبند مجریہ جنوری ۱۹۶۶ء کی اشاعت میں پیش کیا گیا ہے۔ اس رسالہ میں "شیخ شلتوت سے گفتگو۔ فتویٰ اور امت اسلامیہ" کے زیر عنوان حکیم محمد اسحٰق صاحب سندیلوی استاذ ندوۃ العلماء لکھنؤ نے گندہ ذہنی کا بدترین نمونہ دکھایا ہے۔ چنانچہ اس مضمون کا یہ فقرہ ملاحظہ ہو۔

"قادیانیت کا منحوس [illegible] جسے جابر حکومت برطانیہ نے اپنے جذبہ اسلام دشمنی اور مسلمانوں میں تفرقہ انگیزی کی تسکین کے لئے ہندوستان [illegible] تھے۔ بانی مذہب [illegible] قادیانی آنجہانی حکومت برطانیہ کے پیٹھو اور پروردہ تھے ...... اور سرکار انگریزی کی گود میں بیٹھ کر وہ انکی مرضی کے مطابق امت مسلمہ کو گمراہ کرنے اور اس میں تفرقہ ڈالنے کی کوشش میں برابر مصروف رہے" (ص ۷)

اگرچہ دیوبندی عالم اور استاذ صاحب کا پورا مضمون اسی قسم کے امراض خبیثہ کے جراثیم سے پُر ہے جس میں مضمون نگار نے اپنے بھی اندرونہ کو ظاہر کیا ہے مگر اس کا جواب لکھتے وقت ہم انہیں کی زبان میں بات کرنا نہیں چاہتے کیونکہ ہر احمدی کو تو حکم ہے کہ

گالیاں سن کے دعا دو پا کے دکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار

لہٰذا شائستگی اور سنجیدگی کو اپناتے ہوئے اور شرافت کو خیر باد کہے بغیر مذکورہ مضمون سے متعلق قابل التفات امور کا جواب ذیل کی سطور میں تلمبند کیا جاتا ہے تاکہ نیک فطرت اور صداقت پسندوں کی راہنمائی ہو سکے۔ جہاں تک مذکورہ فقرہ میں جماعت احمدیہ پر لگائے گئے الزام کا تعلق ہے۔ مقام حیرت ہے کہ یہ الزام جتنا بے حقیقت اور بے بنیاد ہے اتنا ہی اُسے بار بار دہرایا جاتا ہے۔ حالانکہ بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی آمد کی غرض و غایت ہی عیسائیت کا استیصال اور کسر صلیب قرار دی تھی اور اپنی عمر عزیز کا اکثر حصہ اسی خدمت میں صرف کیا۔ آپکی تمام تصانیف و ملفوظات اسی بات پر شاہد ہیں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ

"میں صلیب کو توڑنے اور خنزیروں کے قتل کرنے کیلئے بھیجا گیا ہوں" (فتح اسلام)

"کہیں عیسائیوں کے خدا کو مرنے بھی دو۔ کب تک اس کو حی لا یموت کہتے جاؤ گے؟ کچھ انتہا بھی ہے؟"

(ازالہ اوہام ص ۲۶۹ طبع اول)

نیز آپ دن رات خدا تعالیٰ سے یہی دعا کرتے رہے کہ

یا رب ارنی یوم کسر صلیبهم ([illegible])

کہ اے میرے پروردگار مجھے ان عیسائیوں کی صلیب کے ٹوٹنے کا دن دکھا دے۔

آپ نے ملکہ وکٹوریہ کو دعوت اسلام دیتے ہوئے لکھا کہ:

"اے ملکہ توبہ کر اور اس ایک خدا کی اطاعت میں آجا جس کا نہ کوئی بیٹا ہے اور نہ شریک ...... اے زمین کی ملکہ! اسلام کو قبول کر تا تو بچ جائے۔ آ مسلمان ہو جا۔"

(آئینہ کمالات اسلام [illegible])

آپ وہ پہلے انسان ہیں جنہوں نے انگریزوں اور دیگر یورپین اقوام کو ادیان اور مذہبوں کو کھلے لفظوں میں دجال قرار دیا۔ انجیلی تعلیم اور انجیلی یسوع کی وہ خبر لی کہ ممکن نہیں کہ اس کو پڑھ کر کوئی عیسائی یا انکی حکومت خوش ہو۔ اس لئے یہ کہنا کہ وہ حکومت برطانیہ جس کا مذہب عیسائیت ہے اور جو لاکھوں کروڑوں روپیے چرچ کے ذریعہ تبلیغ عیسائیت میں خرچ کرتی ہے اس نے حضرت مسیح علیہ السلام کی پرورش کی تھی اور آپ حکومت برطانیہ کی گود میں بیٹھ کر عیسائیت کی تردید اور اسکے استیصال کیلئے کوشاں رہے انتہائی مضحکہ خیز اور مضمون نگار کی عقل کے دیوالیہ پن کی دلیل ہے۔

اور لطف کی بات یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں بھی علماء کرام اور عشاق دین متین ہی ہیں جنہوں نے فتویٰ تکفیر کے ہنگامہ کے علاوہ [illegible] خفیہ اور علانیہ حکومت برطانیہ کو بھڑکانے کی کوشش کی۔ اس کے ثبوت میں بطور نمونہ مولوی محمد حسین بٹالوی کی حسب ذیل عبارت ملاحظہ ہو۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق لکھتے ہیں:-

"گورنمنٹ کو اس کا اعتبار مناسب نہیں اور اس سے پر حذر رہنا ضروری ہے ورنہ اس مہدی قادیانی سے اس قدر نقصان پہنچنے کا احتمال ہے جو مہدی سوڈانی سے نہیں پہنچا"

(اشاعۃ السنہ جلد ۱۶ صفحہ ۱۶۸ [illegible])

ندوۃ العلماء کے استاذ صاحب جماعت احمدیہ کو حکومت برطانیہ کی قائم کردہ اور پروردہ ہونے کا الزام لگانے سے پہلے اس کے بالمقابل ذرا اپنے ہی گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں۔ وہ دار العلوم جس کے حجرے میں بیٹھ کر ہم پر یہ الزام تراشی کر رہے ہیں اسی کے قیام کی اغراض میں ایک حکومت برطانیہ کی شان خوانی اور اس کے ساتھ وفاداری کے خیالات پھیلانا بتایا گیا تھا۔ چنانچہ دار العلوم ندوۃ العلماء کے ترجمان "الندوہ" کے تین اقتباس ملاحظہ ہوں!

(۱) اس دار العلوم کا اصلی مقصد روشن خیال علماء پیدا کرنا ہے اور اس قسم کے علماء کا ایک ضروری فرض یہ بھی ہے کہ گورنمنٹ کی برکات حکومت سے واقف ہوں اور ملک میں گورنمنٹ کی وفاداری کے خیالات پھیلائیں۔ (الندوۃ لکھنؤ جلدہ بابت جولائی ۱۹۰۸ء)

(۲) مذہبی رواداری حکومت انگریزی کا خاصہ ہے [illegible] کے ذریعہ سے [illegible] حکومت کی [illegible] اور [illegible] ہونا ہے (الندوۃ دسمبر ۱۹۰۸ء صفحہ ۴)

(۳) حکومت انگریزیہ کی [illegible] کی خوشی میں دار العلوم [illegible] کو تعطیل [illegible]

جناب تاثیر کاشمیری کے چیلنج اور اعتراضات کا جواب

(از مکرم مولوی عبدالحق صاحب فضل انچارج مبلغ علاقہ بہار مقیم مظفرپور)

نومبر ۱۹۶۶ء کو خاکسار کشمیر کی بعض جماعتوں کا دورہ کر رہا تھا جبکہ ہفت روزہ "روشنی" سرینگر کے چند پرچے سامنے آئے جن میں ایک غیر مبایع صاحب جناب "تاثیر" کاشمیری کا ایک مضمون بالاقساط شائع ہوا ہے۔ موصوف جناب عبداللہ گوگانی کے بیٹے ہیں جو کٹر بہائی عقیدہ رکھتے تھے۔ تاثیر صاحب اس اعتبار سے مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اپنے والد محترم کے قابل شرم عقیدہ سے تائب ہو کر اسلام جیسے پاکیزہ غیر منسوخ اور کامل و مکمل مذہب کو اختیار کیا ہے لیکن اس اعتبار سے کہ موصوف نے بھیثت نصب العین جماعت احمدیہ کی مخالفت اختیار کر لیا ہے کوئی نیک فال نہیں ہے۔ ---

پیغامیت اور بہائیت

موصوف نے مسئلہ ختم نبوت کو لے کر جماعت احمدیہ پر حملے کئے ہیں اور چیلنج دیئے ہیں۔ اگر موصوف ٹھنڈے دل کے ساتھ اور تعصب سے پاک ہو کر غور فرما دیں تو یہی مسئلہ ان کی ہدایت کا باعث بن سکتا ہے۔ کیونکہ مسئلہ ختم نبوت کے متعلق جماعت احمدیہ اور غیر احمدی مسلمانوں کے عقائد اور اس کے مقابل پھر اسی مسئلہ کے متعلق بہائیت اور پیغامیت کے عقائد کا اگر تجزیہ کیا جائے تو جماعت احمدیہ اور غیر احمدی فرقے نظریاتی اعتبار سے ایک کنارے پر دکھائی دیں گے۔ اور پیغامیت اور بہائیت دوسرے کنارے پر!! تفصیل ملاحظہ ہو:-

غیر احمدی فرقے غیر احمدیوں کے فرقے یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں البتہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام نبی اللہ دوبارہ تشریف لاویں گے اور جو شخص آمدِ ثانی میں ان کو مسلوب النبوت قرار دیتا ہے وہ پکا کافر ہے (مسلم الثبوت توضیح الکرامہ وغیرہ)

جماعت احمدیہ جماعت احمدیہ یہ عقیدہ رکھتی ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی دوبارہ آمد سے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر کوئی زد نہیں پڑتی ہے اس لئے حضورؐ کے بعد اس قسم کا کوئی نبی نہیں آ سکتا جس قسم کے نبی آپ سے پہلے آیا کرتے تھے جو ایسا نبی آ سکتا ہے جس کے لئے اتباعِ نبوی شرط ہے یعنی وہ امتی نبی ہوگا۔ اور اسی نبوت کا نام پانے کے لئے چودہ سو سال میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ہی مخصوص کیا گیا ہے اور یہ کہ امتی نبی کے آنے سے ختم نبوت پر زد نہیں پڑتی۔ ---

ظاہر ہے کہ جماعت احمدیہ اور غیر احمدی فرقوں کے مابین اصولی اختلاف موجود ہے اختلاف صرف شخصیت کی تعیین یا انقسامِ نبوت میں ہے۔ اور اگر غیر احمدی مفسرین کے اس عقیدہ کو بھی ملحوظ رکھا جائے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام اپنی آمد ثانی میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی بھی ہوں گے تو اس صورت میں فریقین کے مابین اختلاف صرف تعیینِ شخصیت کا رہ جاتا ہے۔

اب اس کے مقابل پر "پیغامیت" اور "بہائیت" کے عقائد پیش کرتے ہیں:-

پیغامیت پیغامی حضرات یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ نہ تو حضرت عیسےٰ علیہ السلام نبی اللہ دوبارہ آئیں گے اور نہ ہی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نبی ہیں بلکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ان معنوں میں خاتم النبیین ہیں کہ آپ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ اور جو شخص ایسا دعوےٰ کرے وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

بہائیت بہائیوں کا بھی ختم نبوت کے متعلق یہی عقیدہ ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ان معنوں میں خاتم النبیین ہیں کہ آپ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ اس لئے بہاء اللہ نعوذ خدا بن کر ظاہر ہوئے ہیں۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

بہرحال جہاں تک مسئلہ ختم نبوت کا تعلق ہے نظریاتی اعتبار سے جماعت احمدیہ اور غیر احمدی فرقے ایک کنارے پر کھڑے ہیں۔ اور پیغامیت اور بہائیت بالمقابل دوسرے کنارے پر یہی وجہ ہے کہ ایک پیغامی بڑی آسانی کے ساتھ بہائیت کا شکار ہو جاتا ہے جس کی متعدد مثالیں خطۂ کشمیر میں موجود ہیں لہٰذا تاثیر صاحب کا بہائیت کو ترک کر کے پیغامیت کو اختیار کر لینا ایک مبارک قدم ضرور ہے لیکن یاد رکھنا چاہیئے کہ ابھی تک وہ بہائیت کے نرغہ میں گھرے ہوئے ہیں اور کسی بھی وقت لڑھک کر گر سکتے ہیں۔ لہٰذا موصوف کو ہر آن ہوشیار اور چوکس رہنے کی ضرورت ہے

مجھے بیر ہرگز نہیں ہے کسی سے
ہیں دنیا میں سب کا بھلا چاہتا ہوں
(المصلح الموعود رضی)

پھر ایک دوسری جانب سے بھی تاثیر صاحب کو ہوشیار رہنا چاہیئے وہ یہ کہ جماعت احمدیہ ہی تو وہ حقیقی اسلام ہے جس کے متعلق وجودِ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عظیم الشان پیشگوئیاں پوری ہو رہی ہیں۔ اور رالٰہی وعدوں کے مطابق شدید ترین مخالفتوں اور مزاحمتوں کے باوجود یہ جماعت بفضلہٖ زندگی میں دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کر رہی ہے۔ ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات۔ بالآخر اللہ تعالےٰ کے وعدوں کے مطابق اسلام سے یہی جماعت مراد ہوگی۔ جو اسلام کو دنیا پر غالب کر دکھائے گی۔ اسلئے اس مقدس جماعت کی مخالفت قلوب کو زنگ آلود کر دیتی ہے جس کی وجہ سے ایک انسان دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتا اور سمجھتے ہوئے نہیں سمجھتا۔ ورنہ یہ رجعت قہقری اور مداہنت کے شکار چند پیغامی جو گنگا گئے تو گنگا رام اور جمنا گئے تو جمنا داس کی ضرب المثل کے مصداق اور مایوسی کی ایک ایسی چٹان ہیں جس پر کھڑے ہو کر بہت جلد ایک انسان ادھر ادھر ڈھلک جاتا ہے۔ محض انجمنوں کے سہارے پر کوئی روحانی انقلاب برپا کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ معاف فرمایئے گا الفاظ کچھ سخت ضرور استعمال ہو گئے ہیں لیکن اللہ تعالےٰ بہتر جانتا ہے کہ یہ کسی کا دل دکھانے کے لئے نہیں بلکہ محض آپ کی ہمدردی کے لئے اظہار واقعہ ہے جو بوقت ضرورت پیغامیت کے عقائد و نتائج کی صورت میں پیش کر دیا گیا ہے۔ پس میرا ہمدردانہ مشورہ تاثیر صاحب کو یہی ہے کہ اب جبکہ اسلام جیسی عظیم نعمت بہائیت جیسے قابلِ شرم مذہب کے مقابل پر آپ کو ملی ہے تو اس کی قدر کریں اور جماعت احمدیہ جو کہ حقیقی اسلام پیش کر رہی ہے اس کی مخالفت سے تائب ہو کر استغفار تسبیح و تحمید اور تضرع اور عاجزی کے ساتھ اللہ تعالےٰ کے حضور جھک کر استمداد کریں ؎

یہ راہ تنگ ہے پہ یہی ایک راہ ہے
دلبر کی مرنے والوں پہ ہر دم نگاہ ہے
(مسیح موعودؑ)

تاثیر صاحب کا چیلنج

اس ہمدردانہ اظہار خیال کے بعد ہم تاثیر صاحب کا چیلنج نقل کرتے ہیں جو موصوف نے جماعت احمدیہ کو دیا ہے۔ فھو ھٰذا:-

"کیا کوئی قادیانی جیتا جاگتا موجود ہے جو مرزا صاحب کی کتاب، اشتہار یا اخبار سے یہ نکال کر دے جس میں انہوں نے فرمایا ہو گا کہ مجھ پر وحی نبوت نازل ہوتی ہے وحی ولایت نہیں اور منہ مانگا انعام حاصل کریں۔"
(روشنی ۹ر اکتوبر ۱۹۶۶ء)

تاثیر صاحب کو اپنے چیلنج پر ایسا ناز ہے کہ موصوف آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مندرجہ ذیل شعر نقل کر کے اپنے چیلنج کو ایک نشان اور معجزہ قرار دے رہے ہیں کہ:-

جو اوؔ کرشمہ اعجاز کی حاجت نہیں
اک نشان کافی ہے گر دل میں ہو خوفِ کردگار

تعجب تو یہ ہے کہ پیغامی کبھی معجزات اور نشان پیش کرنے کا نعرہ لگا رہے ہیں۔ حالانکہ ان کی آنکھوں کے سامنے اللہ تعالیٰ نے ایک زبردست کا نشان دکھلایا اور وہ مصلح موعود رضی کا نشان ہے جس کی چمکار زمین کے کناروں تک پھیل گئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس عظیم الشان معجزے کا تو انکار کرتے ہیں۔ اور اپنے اس تارِ عنکبوت سے بھی کمزور چیلنج کو نشان اور معجزہ قرار دے رہے ہیں پیغامی ہوں تو ایسے ہوں

قبل اس کے کہ خاکسار اس چیلنج کا جواب دے ضمناً ایک بات بیان کر دینا ضروری سمجھتا ہے وہ یہ کہ اس چیلنج کے پیچھے غیر احمدیوں کے ان نعروں کو بھی ضمناً مخاطب کیا گیا ہے جو حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی آمد کے دوبارہ قائل ہیں۔ اور لکھا ہے کہ "دونوں جماعتوں کے لئے یہ مسئلہ قابل غور ہے"۔

تاثیر صاحب! بدرِ ما نشنید ہیں کہ ان خیر جہد ق

غیر احمدیوں اور جماعت احمدیہ کے مابین مسئلہ ختم نبوت میں نظریاتی اتحاد موجود ہے اور اختلاف صرف شخصیت کی تعیین کا ہے لیکن جانتے ہیں کہ اس کا نتیجہ آپ کے حق میں کیا نکلا؟ وہ نتیجہ یہ ہے کہ بہائیت اور بہائیت مسئلہ ختم نبوت کے اعتبار سے ایک سطح پر ثابت ہو گئی پس آپ ابھی تک کولہو کے بیل کی طرح بہائیت کے نرغہ میں گھرے ہوئے ہیں۔ ہوشیار باش!! ع

وہ الزام ہم کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

چیلنج کا جواب

چیلنج کے جواب میں دلچسپ بات یہ ہے کہ تاثیر صاحب پہلے پیغامی نہیں ہیں جنہوں نے یہ چیلنج پیش کیا ہو بلکہ جب کوئی پیغامی صاحب جوش میں آتے ہیں تو اس چیلنج کو پیش کر دیا کرتے ہیں۔ چنانچہ آج سے تیس سال قبل میدان مناظرہ میں مولوی عمر الدین صاحب پیغامی مناظر نے "چیلنج" کے عنوان سے تحریر کیا تھا کہ

" چیلنج ۔ مولوی ابوالعطاء صاحب! اگر حضرت مسیح موعود کی تحریرات سے خواہ وہ پہلی ہوں یا پچھلی یہ دکھلا دیں کہ وحی نبوت یا رسالت جاری ہے۔ تو میں حضرت مسیح موعود کو نبی اللہ تسلیم کر لوں گا ورنہ آپ اپنے غلط عقیدہ کو چھوڑ دیں" (مباحثہ راولپنڈی صفحہ ۱۴۷)

اس چیلنج کے جواب میں مکرمی و مخدومی حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے "وحی نبوت" کے متعلق حضرت اقدس کی کتب میں سے صریح حوالے پیش کر دیئے تھے۔ مگر پیغامی مناظر نے اپنے پرچہ میں ان حوالوں کا ذکر تک نہ کیا۔ اور نہ ہی ان تحریرات پر کوئی تبصرہ کیا اور نہ ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی اللہ تسلیم کیا۔ مباحثہ راولپنڈی مشتہرہ کہ اخراجات پر [illegible] شدہ ہے۔ ہر شخص اٹھا کر اسے دیکھ

[illegible] سال کے بعد تاثیر صاحب کا [illegible] کو نئے سرے سے پیش کر کے یہ [illegible] "منہ مانگا انعام حاصل کریں" کیا ہی مضحکہ خیز ہے؟

کثرت وحی نبوت

[illegible] موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

اس حصہ کثیر وحی الہٰی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں۔ اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گذر چکے ہیں۔ ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔ کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱)

یہ تحریر کسی وضاحت کی محتاج نہیں ہے دوسرے اولیاء کرام میں نبوت کی نفی اور اپنے لئے اثبات حضور نے وحی الہٰی کی کیفیت و کمیت کو قرار دیا ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ دیگر اقطاب ابدال اور اولیاء کرام پر جو وحی نازل ہوتی تھی وہ وحی نبوت نہ تھی لیکن جس وحی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دوسرے اولیاء کرام سے ممتاز مقام پر فائز کر کے حضور کو نبی قرار دیا۔ اگر وہ وحی نبوت نہیں ہے تو اور کونسی وحی نبوت ہوتی ہے!

وحی الہٰی میں نبی اور رسول کے الفاظ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مقدس وحی میں متعدد کے لئے کثرت کے ساتھ نبی، رسول اور مرسل کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ ان میں سے صرف چار الہامات درج ذیل ہیں:-

(ا) انی مع الرسول اجیب

(ب) یا ایھا النبی اطعموا الجائع والمعتر

(ج) وقالوا لست مرسلا قل کفیٰ باللہ شھیدا بینی و بینکم ومن عندہٗ علم الکتاب

(د) زمین یا اہل زمین کا مقولہ۔ یا نبی اللہ کنت لا اعرفک

تاثیر صاحب ان الہامات کے وحی الہٰی ہونے سے تو انکار نہیں کر سکتے۔ لہٰذا جبکہ اس وحی الہٰی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی، رسول اور مرسل کے مخاطب کیا گیا ہے۔ تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہ وحی نبوت اور وحی رسالت نہیں ہے تو اور وحی نبوت کسے کہتے ہیں؟ ع

لو خود ہی اپنے دام میں صیاد آ گیا

حلفیہ بیان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے"۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۸)

تاثیر صاحب! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس حلفیہ بیان کے سامنے تو آپ کو سر تسلیم کر کے نبی مان لینا چاہیئے اور اگر آپ کو حضور کے حلفیہ بیان پر بھی یقین نہیں آیا تو آپ حضرت امام الزمان کے پیرو کس بات کے کہلاتے ہیں؟

جب کھل گئی سچائی پھر اس کو مان لینا
نیکوں کی ہے یہ خصلت راہ ہدیٰ یہی ہے

وحی نبوت

تاثیر صاحب تو ہمیں کیا منہ مانگا انعام دیں گے لیجئے ہم تاثیر صاحب کو منہ مانگا انعام دے دیتے ہیں۔ تاثیر صاحب کا چیلنج تو "وحی نبوت" کے الفاظ پر مبنی تھا۔ ہو اس کے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تین تحریرات پیش کی جاتی ہیں جن میں صراحت کے ساتھ "وحی نبوت" کا تذکرہ موجود ہے۔

۱۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اربعین میں لو تقول کی آیت کو اپنی صداقت کے لئے پیش کیا ہے اور اس کی نظیر پیش کرنے والوں کو انعامی چیلنج بھی دیا ہے۔ حضور صرف اپنی صداقت کو ثابت کرنے اور اکبر بادشاہ وغیرہ کو اس کی دلیل نہ بننے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"اصل لفظ ان (اکبر وغیرہ) کی وحی کے کامل ثبوت کے ساتھ پیش کرنے چاہئیں۔ کیونکہ ہماری تمام بحث وحی نبوت میں ہے"۔

(اربعین نمبر ۴ صفحہ ۱۱)

۲۔ "جس میں شان نبوت باقی ہے اس کی وحی بلاشبہ نبوت کی وحی ہو گی"۔

(ایام الصلح صفحہ ۱۴۶)

۳۔ سو اس امت میں وہ ایک شخص میں ہی ہوں جس کو اپنے نبی کریم کے نمونے پر وحی اللہ پانے میں تیئیس برس تک برابر یہ سلسلہ وحی کا جاری رہا۔"

(اربعین نمبر ۳ صفحہ ۲۲)

مباحثہ راولپنڈی میں مخدومی حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے پیغامی مناظر کے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب سے مندرجہ بالا تین اقتباس "وحی نبوت" کے چیلنج کے جواب میں پیش کئے تھے جس کے سامنے پیغامی مناظر دم بخود ہو کر رہ گئے تھے۔ اب ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ تاثیر صاحب ان تحریرات کا کیا جواب دیتے ہیں۔ بہر حال تاثیر صاحب کا چیلنج تار عنکبوت سے بھی زیادہ کمزور ثابت ہوا ہے

انبیاء سے بغض بھی اے غافلو اچھا نہیں
دور تر ہٹ جاؤ اس سے ہے یہ شیروں کی کچھار
(مسیح موعودؑ)

اقتباس نمبر ۲ کی وضاحت کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مندرجہ ذیل تحریر پر غور فرما دیں:-

"دونوں سلسلوں کا تقابل پورا کرنے کے لئے ضروری تھا کہ موسوی مسیح کے مقابل پر محمدی مسیح بھی شان نبوت کے ساتھ آوے تا اس نبوت عالیہ کی کسر شان نہ ہو"۔

(نزول المسیح صفحہ ۳)

پس ان اقتباسات سے بالبداہت اور ڈنکے کی چوٹ پر ثابت ہو گیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر نازل ہونے والی وحی وحی نبوت تھی ۔

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرۂ خون نکلا!

(باقی)

ایک غلطی کی اصلاح

بدر کی اشاعت گذشتہ میں صفحہ نمبر ۹ پر چند قطعات شائع ہوئے تھے۔ جو جناب سرفراز امبر صاحب کے ہیں۔ مگر سہو کتابت سے امبر (AMBER) صاحب کا نام غلط چھپ گیا۔ احباب اصلاح فرما لیں۔

(ایڈیٹر)

موجودہ مالی سال کی آخری سہ ماہی

اور

عہدیداران و احباب جماعت کا فرض

موجودہ مالی سال کے ۹ ماہ گذر چکے ہیں اور آخری سہ ماہی شروع ہو چکی ہے۔
جملہ جماعتوں کے نسبتی بجٹ۔ بقایا اور وصولی کے متعلق نظارت ہذا کی طرف سے سیکرٹریان مال کی خدمت میں اعداد و شمار کی آخری پوزیشن بھجواتے ہوئے تحریک کی جا رہی ہے کہ وہ وصولی چندہ کی کمی کی طرف فوری توجہ کر کے اُسے پورا کرنے کی کوشش کریں۔ اور جن احباب جماعت کے ذمہ بقایا ہیں ان سے وصول کر کے مرکز میں ارسال کریں۔ اب چندہ جات کی وصولی کے لئے غیر معمولی کوشش اور جد و جہد درکار ہے۔ کیونکہ ابھی تک بہت سی جماعتوں کا بجٹ لازمی چندہ جات پورا نہیں ہوا۔

جماعتوں میں اعلیٰ اخلاص اور قربانی کی روح پیدا کرنے میں مقامی عہدیداران کا بھی بہت دخل ہے۔ اگر عہدیداران کرام خود اپنا نمونہ پیش کریں اور مؤثر رنگ میں دوستوں کو بار بار تحریک کرتے رہیں تو خدا تعالیٰ کے فضل سے چندہ جات کی پوزیشن کافی بہتر ہو سکتی ہے۔ پس جن عہدیداران نے سال کے دوران میں پوری کوشش نہیں کی اُن کے لئے اب بھی موقعہ ہے کہ خدا تعالیٰ کا نام لے کر پختہ عزم اور بلند ہمتی کے ساتھ خدا تعالیٰ کے دین کی مدد کے لئے نکل پڑیں اور اُس وقت تک دم نہ لیں جب تک کہ جملہ احباب جماعت سے سو فیصدی چندہ جات کو وصول کر کے ۳۰ اپریل سے پہلے پہلے مرکز سلسلہ میں نہ بھجوا دیں۔ صرف ہمت کر کے قدم اُٹھانے کی دیر ہے۔ پھر دیکھیں کہ خدا تعالیٰ کس طرح مدد فرماتا ہے اور اپنے بے شمار فضلوں اور انعامات کا وارث بناتا ہے۔

بجٹ کو پورا کرنے کے متعلق سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مندرجہ ذیل ارشادات احباب جماعت و عہدیداران کرام کی آگاہی و یاد دہانی کے لئے تحریر کئے جاتے ہیں۔ حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا تھا۔

"میں ایسے چندہ کا قائل نہیں کہ وعدہ تو لکھوا دیا۔ اور پھر خط و کتابت ہو رہی ہے۔ یاد دہانی کروائی جا رہی ہے۔ اخباروں میں اعلانات ہو رہے ہیں اور وعدہ کرنے والا پھر بھی خاموش بیٹھا ہے"

نیز فرمایا:۔

"میں اُن دوستوں کو جن کے ذمہ بقائے ہیں توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے بقائے جلد ادا کریں......وہ مجھے یہ بات یاد نہ دلائیں کہ اِس وقت مشکلات بہت زیادہ ہیں یہ بات ہر شخص کو معلوم ہے"

پھر فرمایا:۔

"جب کہ میں نے دوستوں سے کہا تھا کہ اب وقت آگیا ہے کہ جماعت اپنے زبانی وعدوں کے الفاظ کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کرے اور جماعت کے تمام دوست تن من دھن سے اسلام کی تقویت کے لئے زور لگانا شروع کر دیں"

حضور کے مندرجہ بالا ارشادات سے واضح ہے کہ حضور افراد جماعت کو دین کو دُنیا پر مقدم رکھنے کی تاکید فرماتے ہوئے یہ امید رکھتے تھے کہ احباب جماعت باوجود اپنی ذاتی اور خانگی ضروریات اور مشکلات کے اپنے ذمہ لازمی چندہ جات کی سو فیصدی ادائیگی کریں۔ اگر ہماری جماعت کے تمام دوست اسی نکتہ کو صحیح طور پر سمجھ کر اسی پر عمل پیرا ہوں تو یہ امر یقینی ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے احباب کی ذاتی اور خاندانی مشکلات کو بھی اپنے فضل سے خود دور فرما سکتا ہے ضرورت اس بات کی ہے کہ دوست مالی قربانی کے میدان میں اپنا قدم اور آگے بڑھائیں۔

بالآخر عہدیداران کرام اور مبلغین حضرات کی خدمت میں یہ درخواست ہے کہ وہ جماعت کے افراد پر اُن کی ذمہ واری واضح کرتے ہوئے سو فیصدی چندوں کی وصولی میں پورا پورا تعاون فرمائیں ...... اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب کو اپنی ذمہ داریوں کو صحیح رنگ میں سمجھنے اور احسن طور پر ادا کرنے کی [illegible] توفیق عطا فرمائے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام [illegible] اور اُن کے خلفاء کے ساتھ جن انعامات اور فضلوں کے وعدے ہیں اُن کا ہم سب کو وارث بنائے۔ آمین یا ارحم الراحمین۔

ناظر بیت المال قادیان

تحریک جدید کا نیا سال

اور

احباب جماعت کی ذمہ داریاں

جیسا کہ احباب کی خدمت میں قبل ازیں فارم وعدہ جات بھجوا کر درخواست کی جا چکی ہے کہ تحریک جدید کے نئے سال کے وعدہ جات جلد از جلد دفتر ہذا میں بھجوا کر احباب کو بلا تاخیر ادائیگی کی تاکید فرمائیں لیکن ابھی تک اکثر جماعتوں کی طرف سے وعدہ جات موصول نہیں ہوئے اور جن جماعتوں کی طرف سے وعدہ جات موصول ہوئے ہیں اُن میں بھی اکثر جماعتوں کے تمام افراد مردوں، عورتوں اور بچوں کے وعدہ جات نہیں آئے اور پوری کوشش نہیں کی گئی کہ سب کو شامل کیا جائے۔ حالانکہ روحانی نسل بڑھانے کا یہ نادر موقعہ ہے۔
اس سلسلہ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مندرجہ ذیل ارشاد قابل توجہ ہے:۔

"جس طرح آپ کوشش کرتے ہیں کہ آپ کی جسمانی نسل جاری رہے۔ اسی طرح آپ لوگوں کو یہ بھی کوشش کرنی چاہیئے کہ آپ کی روحانی نسل بھی جاری رہے۔ روحانی نسل کو بڑھانے کا طریق یہ ہے کہ ہر وہ شخص جو تحریک جدید کے دفتر اول میں حصہ لے چکا وہ عہد کرے کہ نہ صرف آخر تک وہ خود پوری باقاعدگی کے ساتھ اس تحریک میں حصہ لیتا رہے گا بلکہ کم از کم ایک آدمی ایسا ضرور تیار کرے گا جو دفتر دوم میں حصہ لے اور اگر وہ زیادہ آدمی تیار کر سکے تو یہ اور اچھی بات ہے۔ دنیا میں لوگ صرف ایک بیٹے پر خوش نہیں ہوتے بلکہ چاہتے ہیں کہ پانچ پانچ سات سات بیٹے ہوں۔ جس طرح دنیا میں لوگ اپنے لئے پانچ پانچ سات سات بیٹے پسند کرتے ہیں۔ اسی طرح ہر شخص کو یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ وہ تحریک جدید دفتر دوم میں حصہ لینے والے پانچ پانچ سات سات نئے آدمی تیار کرے اور پھر دوسرے دفتر میں حصہ لینے والا ہر شخص کوشش کرے کہ وہ تیسرے دفتر کے لئے پانچ پانچ سات سات آدمی کھڑے کرے اور تیسرے دفتر میں حصہ لینے والا ہر شخص کوشش کرے کہ چوتھے دفتر کے پانچ پانچ سات سات آدمی تیار کرے۔ تاکہ یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے اور اس روپیہ سے تبلیغ اسلام کے نظام کو زیادہ سے زیادہ وسیع کیا جائے"

پس میں امید کرتا ہوں کہ آپ اس عظیم الشان نسخہ کو استعمال کر کے اپنی روحانی نسل کا سلسلہ قیامت تک جاری رکھنے کی کوشش فرمائیں گے اور کوشش کریں گے تاکہ جو احباب ابھی تک اس اہم تحریک میں حصہ نہیں لے سکے وہ آپ کے ذریعہ سے حصہ لیں۔ دفتر سوم کا بھی اجراء ہو چکا ہے اور دفتر دوم والے جو اکثر نوجوان ہیں کوشش کریں کہ دفتر سوم میں باقی سب افراد حصہ لیں اور جلد از جلد وعدہ جات حاصل کر کے دفتر ہذا میں بھجوا دیں۔
اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو۔ آمین۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

حلقہ قادیان سے
سردار ستنام سنگھ صاحب باجوہ ایم-اے کی نمایاں کامیابی

قادیان ۲۲ر فروری۔ پنجاب اسمبلی کی ممبری کے امیدوار سردار ستنام سنگھ صاحب باجوہ ایم-ایل-اے جو حالیہ انتخابات میں کانگریس ٹکٹ پر حلقہ قادیان کی طرف سے کھڑے ہوئے تھے ۱۱ ہزار زائد ووٹ لے کر نمایاں طور پر کامیاب ہو گئے۔ احباب جماعت کے فیصلہ کے مطابق ۱۹ر فروری کو الیکشن کے روز تمام مقامی احباب نے نہ صرف کانگریسی امیدوار جناب باجوہ صاحب کے حق میں ووٹ ڈالے بلکہ ہر ممکن ذرائع سے ان کی نمایاں مدد کی۔

رات کو ووٹ شماری کے بعد جب باجوہ صاحب کی نمایاں کامیابی کا نتیجہ نکلا تو سارے شہر اور حلقوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

آج بیج ۱۰ بجے مقامی خالصہ ہائی سکول سے سردار صاحب کا اس قدر بڑا جلوس نکلا کہ اس سے قبل کم ہی دیکھنے میں آیا ہے۔ اس جلوس میں بھی احباب جماعت کثیر تعداد میں شریک ہوئے جب یہ جلوس مسجد مبارک کے سامنے سے گزرا تو سردار باجوہ صاحب مسجد مبارک میں تشریف لے گئے جہاں آپ نے حضرت امیر صاحب مقامی مولانا عبدالرحمن صاحب فاضل اور محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب اور معززین جماعت کا خاص طور پر شکریہ ادا کیا اور جماعت نے آپ کو خاص طور پر مبارکباد دی اور پھولوں کے ہار پہنائے۔

مکرم چوہدری مبارک علی صاحب ایڈیشنل ناظر امور عامہ نے اس موقعہ پر بتایا کہ چند دن پیشتر جلسہ سالانہ ربوہ پر میں نے حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالے کی خدمت میں سردار صاحب کے لئے دعا کی درخواست کی تھی تو حضور نے دعا دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ

"اللہ تعالے سردار صاحب کو نمایاں طور پر کامیاب فرمائے"

سو الحمد للہ کہ خدا تعالے نے ایسا ہی کر دکھایا۔

اس پر سردار باجوہ صاحب نے احباب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ میری یہ کامیابی دراصل حضرت صاحب اور آپ لوگوں کی دعاؤں اور خاص مدد کا ہی نتیجہ ہے۔

بعدہٗ یہ جلوس ڈاکخانہ کے پاس جا کر ختم ہوا جہاں ایک مختصر مگر شاندار جلسہ ہوا۔ چند نظمیں ہوئیں اور سردار باجوہ صاحب نے سب حاضرین سے خطاب کیا اور فرمایا

میری کامیابی آپ سب بھائیوں کی کامیابی ہے۔ اور قادیان کی کامیابی ہے میں آپ سب کو مبارکباد دیتا ہوں جس محنت اور پیار کا ثبوت آپ نے الیکشن کے دنوں میں دیا ہے اور اب جلوس میں اور اس جلسہ میں زبردست حاضری کے ساتھ ہم پہنچایا ہے اور میرے تمام ساتھی اس کی دل سے قدر کرتے ہیں۔

آپ نے فرمایا جن بھائیوں نے مجھے ووٹ دیا میں اُن کا بھی شکرگزار ہوں اور ان بھائیوں کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے مجھے ووٹ نہیں دیا۔ میں اپنے دوستوں اور پارٹی کے ممبران سے درخواست کرتا ہوں کہ اب کسی طرح کی بڑائی کا اظہار نہ کیا جائے اور نہ ہی دوسروں کے خلاف کچھ کہا جائے بلکہ سب بھائی امن و امان کے ساتھ رہیں اور محبت و پیار کے ساتھ قادیان کی فضا کو پُرامن بنائے رکھیں۔ کیونکہ ہم نے محبت اور پیار کے ساتھ الیکشن جیتا ہے اور انہی جذبات کے ساتھ ہم آپس میں مل جل کر رہنا چاہتے ہیں۔

شری پربودھ چندر جی کی نمایاں کامیابی

ہمارے ضلع گورداسپور کے حلقہ سے کانگریس ٹکٹ پر وزیر پنجاب شری پربودھ چندر جی بھی کھڑے ہوئے تھے جماعت نے سابقہ روایات کے مطابق ان کے ساتھ بھی الیکشن میں ہر طرح سے تعاون کیا۔ الحمد للہ خدا تعالیٰ نے انکو بھی نمایاں کامیابی عطا فرمائی۔

احباب جماعت کو علم ہو گا کہ شری پربودھ جی سلسلہ کے کاموں میں ہمیشہ جماعت سے تعاون کرتے ہیں اور ذاتی دلچسپی لے کر تمام کرواتے ہیں مدد دیتے ہیں چنانچہ حال ہی میں جلسہ سالانہ کے موقعہ پر آپ نے مہمانوں کے آنے پر یہاں خیر مقدم کیا اور ذاتی دلچسپی لی۔ خدا تعالیٰ انہیں بھی ملک کی احسن طور پر خدمت بجا لانے کی توفیق دے۔

اخبار بدر کی ملکیت و دیگر تفصیلات کا بیان

بموجب پریس رجسٹریشن فارم نمبر ۴ قاعدہ ۸

۱۔ مقام اشاعت .... قادیان
۲۔ وقفہ اشاعت .... ہفتہ وار
۳۔ پرنٹر و پبلشر .... ملک صلاح الدین ایم-اے
۴۔ قومیت .... ہندوستانی
پتہ .... محلہ احمدیہ قادیان
۵۔ ایڈیٹر کا نام .... محمد حفیظ بقاپوری
قومیت .... ہندوستانی
پتہ .... محلہ احمدیہ قادیان
۶۔ اخبار کے مالک افراد یا ادارہ کا نام .... صدر انجمن احمدیہ قادیان

میں ملک صلاح الدین اعلان کرتا ہوں کہ مندرجہ تفصیلات جہاں تک میری اطلاعات اور علم ہے صحیح ہیں۔

ملک صلاح الدین ایم-اے
پبلشر اخبار بدر قادیان ۲۱ر فروری ۱۹۶۷ء

خبریں!

نئی دہلی ۱۹ر فروری۔ چوتھے عام انتخابات کے پانچویں روز آج ۶ ریاستوں اور مرکزی علاقوں میں پولنگ شروع ہوئی۔ آج دہلی اور چنڈی گڑھ مرکزی علاقوں کے علاوہ مغربی بنگال، پنجاب اور ہریانہ میں پہلی بار پولنگ ہوئی بہار یوپی اور میسور میں آج پولنگ کا تیسرا دور تھا۔ یہاں پہنچنے والی اطلاع کے مطابق آج تمام علاقوں میں پولنگ عام طور پر پُرامن رہی۔ شمالی ہندوستان میں موسم کے خراب ہونے کی وجہ سے پولنگ کی ابتدا معمولی رہی لیکن دوپہر تک پولنگ سٹیشنوں پر ووٹروں کی لمبی قطاریں دکھائی دیں۔ پتہ چلا ہے کہ مغربی بنگال کے شہری علاقوں میں پولنگ کے دوران چند معمولی واقعات ہوئے جن کا اثر پولنگ پر نہیں پڑا۔

کراچی ۱۸ر فروری۔ آسٹریلیا میں مسلمانوں کی تنظیموں کی رفاقتی مجلس نے ایک اعلان کیا ہے کہ اس وقت آسٹریلیا میں تقریباً ۱۲ ہزار مسلمان رہائش پذیر ہیں یہ مسلمان اسلامیات پر زیادہ سے زیادہ کتابیں پڑھنا چاہتے ہیں۔ رفاقتی مجلس کے صدر ڈاکٹر عبدالخالق قاضی نے پاکستانی مسلمانوں پر زور دیا ہے کہ وہ اپنے آسٹریلیا کے بھائیوں کے لئے اسلامی لٹریچر زیادہ سے زیادہ مقدار میں بھیجیں۔ آپ نے مزید بتایا کہ ۲۰ سال قبل پنجاب کے بہت سے مسلمان ہجرت کر کے آسٹریلیا پہنچے تھے۔ ان میں سے اکثر پھلوں کے کاشتکار ہیں۔

نیویارک ۱۷ر فروری۔ "نیویارک ٹائمز" نے انکشاف کیا ہے کہ بھارت کے طلباء کی تین جماعتیں امریکہ کی سنٹرل انٹیلیجنس ایجنسی سے روپیہ لیتی رہی ہیں۔ یہ اطلاع اخبار نے سرکاری مالی گوشواروں اور دیگر دستاویزات سے فراہم کی ہے۔ تین پارٹیاں یہ ہیں۔ انٹرنیشنل یوتھ سنٹر نئی دہلی۔ نیشنل سٹوڈنٹس ریس کلب اور ایک اور جماعت پہلی دو کو نیویارک کی یونائیٹڈ سٹوڈنٹس افیئرز فاؤنڈیشن سے مدد ملی۔ جبکہ تیسری کو کیتھم ووڈ فاؤنڈیشن سے۔ "نیویارک ٹائمز" نے لکھا ہے کہ سی۔ آئی۔ اے ان فاؤنڈیشن کو روپیہ دیتی ہے۔ (پرتاپ ۱۸ر فروری)

امرتسر ۲۰ر فروری۔ پنجاب کے نکیب منتری گیانی گورمکھ سنگھ مسافر نے کل شام ایک انٹرویو میں کہا کہ پنجاب میں پولنگ کے سلسلہ میں صرف چند اکا دکا واقعات ہوئے ہیں۔ بحیثیت مجموعی پولنگ پُرامن ہوا ہے جو کہ بات کے لئے اہل پنجاب مبارکباد کے مستحق ہیں۔ شری مسافر نے کہا کہ پولنگ کے سلسلہ میں کوئی فرقہ وارانہ کشیدگی دیکھنے میں نہیں آئی۔ بیشتر ووٹر فرقہ وارانہ مصلحتوں سے متاثر نہیں ہوئے۔